قائلین وفاعلین

رَفَعُ الْیَدَیْنُ

مسائل و احکام، دلائل و تحقیق



تالیف و پیشکش
الشیخ محمد منیر قمر صاحب حفظہ اللہ

ترتیب و تدوین
ام محمد شکیلہ قمر صاحبہ



توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

قائلین وفاعلینِ

رَفعُ الیَدَین

مسائل واحکام؛ دلائل وتحقیق

تالیف وپیشکش

شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہٗ اللّٰہ

ترتیب وتدوین

اُم محمد شکیلہ قمر صاحبہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور

❖ نامِ کتاب: قائلین وفاعلینِ رفع الیدین

❖ تالیف وپیشکش: شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین حفظہٗ اللہ

❖ ترتیب وتدوین: اُم محمد شکیلہ قمر صاحبہ

❖ طبع اول: ۱۴۲۶ھ، ۲۰۰۵ء

❖ تعداد: ۱۰۰۰

❖ ناشر: توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

❁ ہندوستان میں ملنے کے پتے ❁

1-توحید پبلیکیشنز
ایس.آر.کے.گارڈن
فون:۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔۰۴۱ ۵۶۰

2-چارمینار بک سنٹر
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۰۵۱ ۵۶۰

3-دار التوعية
اسلامی سی۔ڈیز، کیسیٹس اور بک ہاؤس۔
نمبر:۷، فرسٹ کراس، چارمینار مسجد روڈ
فون:۲۵۵۴۹۸۰۴-۰۸۰
شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰۰۵۱

4- میسور، فون:۲۴۹۲۱۲۹

1-Tawheed Publications,
S.R.K.Garden, Phone# 26650618
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road, Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3.Darul Taueyah
Islamic Cassettes, Cds & Books
House, Door# 7, Ist Cross
Charminar Masjid Road
SivajiNagar Bangalore-560 051
Tel:080-25549804
4-Tel:2492129, Mysore.

Emailto:tawheed_pbs@hotmail.com

حرفِ گُفتنی

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ومِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .أَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے عقیدۂ توحید و رسالت کے بعد سب سے اہم ترین رکن نمازِ پنجگانہ ہے ،جس کی مسنون طریقہ سے ادائیگی ضروری ہے ، کیونکہ صحیح بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ))

[صحیح بخاري بتحقیق د.البغا ۱۱۱/۲ ، ۴۳۸/۱۰ ، ۲۳۱/۱۳]

’’تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح نماز پڑھتے ہوئے تم نے مجھے دیکھاہے‘‘۔

اس مسنون اور صحیح طریقۂ نماز اور اس کے متعلقات کو قدرے مفصّل اور مدلّل طور پر جمع کرنے اور پھر اسے ریڈیو متحدہ عرب امارات ٗام القیوین کی اردو سروس سے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوچکی ہے،اور افادۂ عام کیلئے ہماری دخترِ عزیز اُمِّ محمد شکیلہ قمر نے (۷۸۶) قسطوں پر مشتمل اس طویل پروگرام میں سے چیدہ چیدہ موضوعات کو الگ الگ کتابوں کی شکل دے دی ہے۔اور یہ ’’**مسئلہ رفع الیدین**‘‘ بھی انہی میں سے ایک ہے، جبکہ طہارت ونماز کے احکام ومسائل پر مشتمل مفصّل کتاب ’’**فقہ الصلوٰۃ**‘‘ کی چار جلدوں میں سے بعض جلدوں کو مکمل طور پر بھی مرتّب

کر دیا ہے اور بعض کی ترتیب میں شرکت کی ہے .جن میں سے پہلی دو جلدیں شائع ہوچکی ہیں وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اور تیسری جلد زیرِ اشاعت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہماری اس مکمل کتاب ’’**فقہ الصلوٰۃ**‘‘ کو تکمیل وطباعت کے تمام مراحل سے گزار کر لوگوں کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے اور ہمارے نامۂ اعمال میں اِسے ثبت فرما کر ہماری نجات کا ذریعہ اور دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کا باعث بنائے۔

اللہ رب العزّت سے دعاء ہے کہ وہ ہماری دخترِ عزیزہ سلّمہا اللہ کو توفیقِ مزید سے نوازے اور اس کی اس خدمت کو قبول فرمائے .

نیز مولانا غلام مصطفیٰ فاروقؔ (مدیر مکتبہ کتاب وسنت) برادرم محمد رحمت اللہ خان (ایڈووکیٹ)، جناب شاہد ستار اور دیگر جن برادرانِ اسلام نے بھی اس کتاب کی طباعت واشاعت میں دامے درمے قدمے سُخنے کسی بھی طرح شرکت کی ہے،اللہ تعالیٰ ان کے جان ومال اور علم واعمال میں برکت فرمائے .

جَزَاھُمُ اللّٰہُ أَحْسَنَ الْجَزَاءَ فِي الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابو سلمان محمد منیر قمر نواب الدین

الخبر -المحکمۃ الکبریٰ

۱۴۲۴/۱۰/۲۷ھ ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون بمراکز الدعوۃ

۲۰۰۳/۱۲/۲۱ء و الارشاد بالدمام والظہران

(سعودی عرب)

رفعُ الیدین

مسائل واحکام، دلائل وتحقیق

ترتیبِ موضوع کا فوری محرّک :

یورپی ممالک بلکہ عالم اسلام کے انتہائی معیاری اور مایۂ ناز پرچہ ماہنامہ "صراطِ مستقیم" برمنگھم (برطانیہ) جلد۱۳ کے شمارہ ۸ بابت ماہ شعبان ورمضان ۱۴۱۳ھ بمطابق جنوری وفروری ۱۹۹۳ء میں قارئین کے خطوط والے صفحہ پر برمنگھم کے جناب شیر بہادر صاحب کا ایک خط شائع ہوا تھا، جس میں انھوں نے پہلے اپنے لیئے مسلکِ اہلحدیث کو قبول کرنے اور مسئلہ رفع الیدین کے بارے میں بعض احناف سے گفتگو کے واقعات کا تذکرہ کرنے کے بعد ماہنامہ "صراطِ مستقیم" کے مدیر، مدیرِ مسؤول، ان کے معاونین، نیز مولانا صہیب حسن اور مولانا عبدالکریم صاحب ثاقب کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ رفع الیدین کے موضوع پر قائلین و مانعین ہر دو کے دلائل پر ایک مفصّل مضمون پہلے "صراطِ مستقیم" میں شائع کیا جائے اور پھر اُسے کتابی شکل میں چھاپ کر بھی عام کیا جائے۔ چنانچہ مکتوب نگار کی خواہش وطلب پر ہم نے مسئلۂ رفع الیدین کے بارے میں جانبین کے دلائل پر مشتمل اپنا یہ مضمون مرتّب کرواکر پرچے کو بھیج دیا۔(1)

جبکہ دراصل یہ ہماری ریڈیائی تقاریر تھیں ۔

رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوکر ہاتھ باندھتے وقت رفع الیدین کرنے کے بارے میں دو معروف مسلک ہیں :

① ایک ان لوگوں کا جو اِن مواقع پر بھی رفع الیدین کرنے کو سنّتِ ثابتہ وغیر منسوخہ

1) واقعتاً یہ مضمون نصفِ اوّل تک اس پرچے میں شائع بھی ہوا مگر پھر وہاں کے بعض مقامی اسباب کے پیشِ نظر اس کی اشاعت روک دی گئی۔

سمجھتے ہیں۔

② دوسرا اُن لوگوں کا جو اِن مقامات پر رفع یدین کو منسوخ مانتے ہیں۔

آئندہ سطور میں تو ہم صرف قائلین وفاعلینِ رفع یدین کے دلائل پیش کررہے ہیں، جبکہ تارکین و مانعین کے دلائل کے تفصیلی تذکرہ، جائزہ، اور تحقیق وتبصرہ کیلئے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ مستقل اور اس موضوع کے ساتھ خاص الگ کردیا ہے اور وہ بھی اللہ کی توفیق سے اس کے ساتھ ہی شائع ہونے کیلئے بالکل تیّار ہے۔

قائلین وفاعلینِ رفع یدین

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ جیسے کبار صحابہ وتابعین، آئمہ اور بعد والے جمہور اہلِ علم کا یہی مسلک ہے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی رفع الیدین مستحب ہے، اور ایک روایت میں امام مالکؒ کا بھی یہی مسلک بتایا گیا ہے ۔

امام شافعیؒ کے ایک قول میں ہے کہ جب تشہّدِ اول پڑھ کر اُٹھیں تب بھی رفع یدین کرکے ہی ہاتھ باندھنا مستحب ہے اور اس کا پتہ بھی صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث سے اور ابوداؤد وترمذی میں حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی حدیث سے چلتا ہے، جن کی اسانید بھی صحیح ہیں.(2) اور اس کی تفصیل بھی اس کے موقع پر آجائے گی۔ اِنْ شَآء الله

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ علّامہ ابنِ عبدالبر کے بقول :

(لَمْ يَرْوِ اَحَدٌ عَنْ مَالِكٍ تَرْكَ الرَّفْعِ فِيْهِمَا اِلَّا ابْنُ الْقَاسِمِ، وَالَّذِيْ نَاْخُذُ بِهِ الرَّفْعَ عَلٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ الَّذِيْ رَوَاهُ وَهَبٌ وَغَيْرُهُ عَنْ مَالِكٍ، وَلَمْ يَحْكِ

2) دیکھئے: شرح مسلم نووی ۹۵/۴/۲، ترمذی و تحفۃ الاحوذی: ۱۰۲/۲ .

التِّرْمِذِيُّ عَنْ مَالِکٍ غَيْرَهُ).

’’ابن القاسمؒ کے سوا ان دونوں مواقع (قبل از رکوع و بعد از رکوع) پر امام مالکؒ سے کسی نے ترکِ رفع یدین نقل نہیں کی۔اور ہم تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بموجب رفع یدین کرنے کو ہی اختیار کرتے ہیں۔اور وہبؒ وغیرہ نے امام مالکؒ سے یہی بیان کیا ہے،اور امام ترمذی نے تو امام مالک سے رفع یدین کرنے کے سوا دوسرا کوئی قول نقل ہی نہیں کیا‘‘۔

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ امام خطابیؒ نے **معالم السنن** میں اور امام قرطبیؒ نے **المفہم** میں لکھا ہے کہ رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کرنا ہی امام مالکؒ کا آخری اور صحیح تر قول ہے۔ (3)

قائلینِ رفع یدین کے دلائل

(احادیثِ نبویہ ﷺ)

اب آیئے قائلینِ رفع یدین کے دلائل کا مطالعہ کریں۔

پهلی دلیل :

صحیح بخاری ومسلم ، سننِ اربعہ ، صحیح ابن حبان، ابن خزیمہ، صحیح ابی عوانہ، مؤطا امام مالک، محلّی ابن حزم، مصنف عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، مسنداحمد و شافعی و حمیدی، شرح السنہ بغوی، دارمی، دار قطنی، سنن کبریٰ بیہقی، اور جزء رفع الیدین امام بخاری بلکہ تمام ہی کتبِ حدیث میں مختلف طُرق سے حضرت عبداللہ بن

3) التمہید:۹/۲۱۲،۲۱۳،معالم السنن خطابی :۱/۱/۱۶۷،طرح التثریب للعراقی :۲/۲۵۳ فتح الباری ۲/۲۲۰المرعاۃ شرح مشکوٰۃ:۲/۲۵۳ .

عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں :

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ ، وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِکَ أَيْضاً ، وَ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِکَ فِي السُّجُوْدِ)). (4)

’’نبی ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے،نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے،اور کہتے تھے : **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ** (اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی،اے ہمارے پروردگار! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیئے ہے) اور سجود کے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے‘‘۔

یادرہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے **التلخیص** میں،علّامہ زیلعیؒ نے **نصب الرایہ** میں،علّامہ تقی الدین سبکیؒ نے اپنے رسالہ ’’**جزء رفع الیدین** ‘‘میں،اور امام شوکانیؒ نے **نیل الاوطار** میں نقل کیا ہے کہ امام بیہقیؒ کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

4) بخاری مع الفتح ۲۲/۲۱۸،۲۲۲،صحیح ابن خذیمہ ۱/۲۹۴،مسند حمیدی ص:(۱۷۶،۱۷۷) جزء رفع الیدین مع اردو ترجمہ حدیث:۲،۱۲،۱۳،۱۴،۱۵،۲۶،۲۸،۴۰،۴۳،۴۷، ۴۸،۴۹،۵۰،۵۱،۵۲،۵۳،۵۸،۶۳،۶۴،۷۳،۷۷،۷۸،۷۹،۸۰،۸۱،۱۰۴،موصولاً و موقوفاً، نصب الرایہ:۱/۳۰۸،۳۹۲،۴۰۷،۴۱۰،صحیح مسلم ۲/۴/۹۳،۹۴،شرح السنّۃ:۵۵۹،ابو داؤد مع العون:۲/۴۱۰،ترمذي مع التحفة:۲/۹۹،الفتح الربّانی:۳/۱۶۶،صحیح ابنِ حبّا ن بتحقیق الارناؤوط، الاحسان ۵/۱۷۲،صحیح ابنِ ماجه للألبانی:۱/۱۴۲.

((فَمَا زَالَتْ تِلْکَ صَلوٰتُهُ حَتّٰی لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالیٰ)).(5)

''آپ ﷺ کے اللہ سے جاملنے تک، آپ ﷺ کی نماز کا یہی طریقہ رہا''

یہ الفاظ دعوائے نسخ پر کڑی زد ہیں، لیکن اس کی سند کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ کی وجہ سے یہ سند تو پایۂ ثبوت کو پہنچنے سے رہ جاتی ہے۔(6)

اگرچہ اس حدیث کا مفہوم صحیح اور مؤید بالصّحاح ہے۔ اِسی طرح ہی اس کے ایک دوسرے راوی عصمہ بن محمد پر بھی کلام کیا گیا ہے، اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ پر الزام ہے کہ وہ احادیث گھڑتے تھے، اور یہ الزام سلیمانی نے بیان کیا ہے، جیسا کہ میزان الاعتدال میں ہے۔ اور سلیمانی کا یہ الزام محض الزام ہی ہے، اور علّامہ ذہبی نے انہیں (وَضَّاعٌ) یعنی [احادیث گھڑنے والا] ہونے کا الزام نہیں دیا، بلکہ محض اتہام و الزام نقل کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ ہیں:

(اِتَّهَمَهُ السُّلَيْمَانِيُّ بِوَضْعِ الْأَحَادِيْثِ).

''سلیمانی نے اسے احادیث گھڑنے والا کہا ہے''.

سلیمانیؒ کا یہ الزام محض الزام ہی ہے حقیقت نہیں ہے، کیونکہ خطیب بغدادیؒ نے اُن کی تعریف و توصیف کی ہے۔ لسان المیزان میں ہے:

(لاَ يُسْمَعُ عَنْهُ اِلَّا خَيْراً).

''ان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں سنا جاتا''.

اس طرح وہ الزام بھی کوئی جرحِ قادح نہیں رہ جاتا، خصوصاً جبکہ علّامہ زیلعیؒ نے

5) تلخیص الحبیر للعسقلانی: ۳۱۸/۱/۱، نصب الرایه للزیلعی: ۴۱۰/۱، جزء رفع الیدین سبکي مع جزء امام بخاری: (ص: ۸٦). نیل الأوطار للشوکانی: ۱۰/۳/۲.
6) تحقیق صلوٰۃ الرسول ﷺ حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی وحافظ عبدالرؤف: طبع اوّل (ص: ۲۷۳).

اور حافظ ابن حجرؒ جیسے کبار محدّثین نے اِس روایت کو نقل کر کے کوئی کلام نہیں کیا، تو یہ اِس کے (جان والی) ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور یہ کہنا کہ دوسرا راوی عصمہ بن محمد ہے، جسے یحییٰ القطان نے جھوٹا کہا ہے۔ یہ بھی اس طرح صحیح نہیں، جبکہ اس نام کے دراصل دو شخص ہیں، ایک عصمہ بن محمد بن ھشام بن عروہ ہے، وہ متروک الحدیث ہے۔ اور اسے ہی یحییٰ القطان نے [جھوٹا] کہا ہے اور ابو حاتم نے [لَيْسَ بِالْقَوِّيِّ] قرار دیا ہے۔ اور اسی نام کے دوسرے راوی عصمہ بن محمد بن فضالہ بن عبید الأنصاري ہیں، انہیں کسی نے بھی [کـذّاب] وغیرہ نہیں کہا اور یہی عصمہ بن محمد اس اضافے: [فَمَا زالَتْ تِلْکَ صَلوٰتُهُ حَتّٰی لَقِيَ اللّٰهَ] کے راوی ہیں.

ان اضافی الفاظ کی تائید اُن تمام احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن میں [اِذَا] اور [کَانَ يَرْفَعُ] یا پھر [يَفْعَلُ] وغیرہ الفاظ آئے ہیں، کیونکہ ماضی استمراری کے صیغوں سے بھی وہی بات ثابت ہوتی ہے جو کہ اِن اضافی الفاظ والے جملے میں ہے۔(7)

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی کرتے جائیں کہ بعض حضرات یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ رکوع والی رفع یدین کے دوام و استمرار کی دلیل صرف یہی حدیث ہے، حالانکہ ایسے نہیں ہے، بلکہ اس بات کی دلیل وہ احادیث بھی ہیں، جن میں ہی تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کا ذکر آیا ہے، جیسے حضرت مالک بن حویرث، حضرت ابو حمید ساعدی اور حضرت وائل بن حُجر ﷺ کی احادیث آنے والی ہیں، اور صاحبِ ھدایه و نصب الرایه نے طریقۂ نمازِ نبوی میں اِنہی احادیث میں سے حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ذکر کیا ہے، اور اِسی سے تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کی سنّت صاحبِ ہدایہ نے ثابت کی ہے . [اور اسی میں ہی یہ رکوع والی رفع یدین

7) نیز دیکھیۓ: التحقیق الراسخ: (ص: ۵۵، ۵٦)، از محدّثِ عصر حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہٗ اللہ، المرعاۃ: ۲۵۳/۲، ۲۵۴، صراط مستقیم اور اختلافِ امّت مولانا صغیر احمد شاغف (ص: ۲۲۲، ۲۲۴) اضافہ از حافظ صلاح الدّین یوسف .

بھی ہے].(8) ﴿ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ ... ﴾

اس حدیث کا مقام ومرتبہ :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیحین والی اِس حدیث کے مقام ومرتبہ اور عدمِ نسخ کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام سیوطی نے متواتر احادیث کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے:

’’ الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ‘‘

انھوں نے اس حدیث کو اس کتاب میں وارد کر کے لکھا ہے کہ رفع الیدین کی حدیث متواتر ہے، جسے امام بخاریؒ ومسلمؒ نے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت مالک بن حویرث ؓ سے، امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حضرت وائل بن حُجر ؓ سے ،اصحابِ سنن اربعہ نے حضرت علی ؓ سے ،ابو داوٗد نے حضرت سہیل بن سعد، ابن زبیر، ابن عباس، محمد بن مسلمہ، ابواسید، ابوقتادہ، اور ابو ہریرہ ؓ سے، ابن ماجہ نے حضرت انس و جابر اور عمیر اللیثی ؓ سے، امام احمد نے اپنی مسند میں حکم بن عمیر ؓ سے، امام بیہقی نے حضرت ابو بکر الصدیق و حضرت برّاء بن عازب رضی اللہ عنہما سے، دارقطنی نے حضرت عمرِ فاروق اور ابو موسی الأ شعری رضی اللہ عنہما سے، اور طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔(9)

علّامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں امام بیہقی سے نقل کیا ہے کہ اِس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ میں مذکورہ صحابہ کے علاوہ حضرت عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدۃ بن الجرّاح، زید بن ثابت، ابیّ بن کعب، عبداللہ بن مسعود، حسین بن علی، زیاد بن حارث، سلمان فارسی، عبداللہ بن عمرو، بریدہ اور

8) ابکار المنن علّامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری ص:۲۰۳، ۲۰۴ .

9) بحوالہ تحفۃ الأحوذی:۲/۱۱۰، نصب الرایۃ:۱/۴۱۷ .

حضرت عمّار بن یاسر ؓ بھی شامل ہیں۔(10)

امام ابن الجوزی نے تذکرۃ الموضوعات میں لکھا ہے کہ جو روایات ترک و نسخ رفع الیدین کی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہیں، وہ یا تو موضوع ہیں یا پھر سخت ضعیف، اور انھوں نے رفع الیدین کی حدیث بیان کرنے والے صحابہ کے نام ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی اِس سنت کو کم از کم چھبیس صحابہ کرام ؓ نے روایت کیا ہے، اور پھر اُن کے نام لکھے ہیں جن میں ہی ذکر کیۓ گئے صحابہ کے نام ہیں اور ان کے علاوہ حضرت عمران بن حصینؓ، ابوحمید ساعدیؓ، ابوامامہ باہلیؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے نام بھی ہیں۔(11)

علّامہ زیلعی نے اپنے شیخ کی کتاب ’’الامام‘‘ سے پانچ دوسرے صحابہ ؓ سے بھی رفع یدین کی حدیث مروی ہونے کا تذکرہ نقل کیا ہے، جن میں بعض ذکر کیۓ گئے صحابہ ؓ کے علاوہ حضرت ابومسعود انصاری ؓ اور ایک اعرابی صحابی ؓ بھی شامل ہیں۔(12)

علّامہ ابن حزم نے المحلّی میں رفع الیدین کی حدیث روایت کرنے والے صحابہ میں سے بعض کے نام لکھے ہیں، جن میں سے ذکر کیۓ گئے بعض صحابہ کرام کے علاوہ حضرت ابودرداء اور ام الدرداء رضی اللہ عنہما کے نام بھی ذکر کیۓ ہیں اور لکھا ہے کہ رفع یدین تمام صحابہ ؓ کرتے تھے۔(13)

پچاس (۵۰) صحابہ کرام ؓ :

مذکورہ بالا پینتالیس صحابہ کرام ؓ کے علاوہ رفع یدین کرنے اور اسے

10) نصب الرایۃ:۱/۴۱۸ .

11) تذکرۃ الموضوعات ابن الجوزی:۲/۹۸ .

12) نصب الرایۃ:۱/۴۱۸ .

13) المحلّی:۴/۹۰، بتحقیق احمد شاکر.

روایت کرنے والے صحابہ ؓ میں سے ہی چھیالیسواں نام حضرت ابانؓ محاربی ؓ کا ہے، جن کا ذکر **الاصــــابة فی تـمـیـــز الـصـحـــابـه لابن حجر** میں ہے۔(14)

جبکہ سینتالیسواں نام حضرت عبداللہ بن جابر ؓ کا ہے، اوران کا ذکر **سنن کبریٰ بیهقی** (۲/۷۵) میں وارد ہوا ہے، اوراڑتالیسویں صحابی حضرت فلتان بن عاصم ؓ ہیں، جن کا تذکرہ **اخبار اصبهان ابو نعیم** میں آیا ہے۔(15)

ان تمام صحابہ کرام ؓ کے اسمائے گرامی میں سے تینتالیس نام علاّمہ سبکی نے اپنے رسالہ جزء رفع الیدین مع جزء امام بخاری (ص:۹۳۔۹۴) میں، اور صاحبِ تسهیل القاری (۳/۷۷) علاّمہ وحید الزماں نے بھی ذکر کیئے ہیں، اور علاّمہ عراقی نے تقریب الاسانید (ص:۹) میں لکھا ہے کہ رفع یدین کا ذکر پچاس صحابہ ؓ کی احادیث میں ہے جن میں ہی عشرہ مبشّرہ بھی ہیں۔(16)

امام حاکمؒ نے اِن صحابہ ؓ کے نام تو ذکر نہیں کیئے البتہ لکھا ہے :

(لا نَعْلَمُ سُنَّةً اِتَّفَقَ عَلىٰ رِوَايَتِهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، اَلْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ ، ثُمَّ الْعَشَرَةُ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ عَلىٰ تَفَرُّقِهِمْ فِيْ الْبِلَادِ الشَّاسِعَةِ ، غَيْرَ هٰذِهِ السُّنَّةِ).

"ہمیں کسی ایسی سنّت کا پتہ نہیں، جس کی نبی ﷺ سے روایت پر چاروں خلفاء راشدین، عشرہ مبشّرہ اور دیگر کبار صحابہ کرام ؓ متفق ہیں، اگرچہ وہ خود دُور دراز ممالک میں پھیلے ہوئے تھے، سوائے اس سنتِ [رفع یدین] کے"۔

---

14) الاصابہ نقلہ عن ابنِ مَندہ .

15) اخبار اصبهان:۲/۱۶۲، بحوالہ مقدمہ جزء رفع الیدین مولانا خالد گھرجاکھی (ص:۱۰،۳۴)

16) نیل الأوطار:۲/۹۳، المرعاة:۲/۲۸۹.

یہی بات امام ابوالقاسم ابن مندہ نے بھی کہی ہے۔(17)

امام بخاری کے استاد امام علی بن المدینیؒ رفع یدین والی حدیثِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

(هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدِيْ حُجَّةٌ عَلىٰ الْخَلْقِ ، كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ ، لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيْ اِسْنَادِهٖ بِشَيْءٍ).(18)

"میرے پاس یہ حدیث تمام مخلوق پر حُجّت ہے، جس نے اسے سن لیا، اس کا اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کی اسناد پر کوئی اعتراض نہیں پایا جاتا"۔

امام بخاریؒ نے اُن سے نقل کیا ہے :

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ حَقٌّ عَلىٰ الْمُسْلِمِيْنَ بِمَا رَوىٰ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ [ابْنِ عُمَرَ]).(19)

"امام زہری وسالم کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر رفع یدین کرنا حق وضروری ہے"۔

امام بخاری نے "جزء رفع الیدین" نامی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ اس سنت کو سترہ (۱۷) صحابہ کرام ؓ نے روایت کیا ہے۔(20)

آگے جا کر امام بخاری نے دو اور صحابہ حضرت جابر اور عمر رضی اللہ عنہما کی روایات بھی نقل کی ہیں، تو گویا اُنھوں نے اُنّیس صحابہ ؓ کی روایات بیان کی ہیں۔(21)

اِن کے علاوہ امام بخاری نے حضرت ابن مسعود، حضرت ابوسعید خدری، اور

---

17) بحوالہ نصب الرایۃ:۱/۴۱۷۔۴۱۸، فتح الباري:۲/۲۲۰ .

18) التلخیص:۱/۱/۲۱۸ .

19) جزء القراءة:(ص:۳۶).

20) جزء رفع الیدین (ص:۳۰۔۳۲)

21) جزء رفع الیدین امام بخاری (ص:۴۷).

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی روایات بھی ذکر کی ہیں۔(22)

اس طرح جزء رفع الیدین امام بخاری میں بائیس (۲۲) صحابہ کرام ؓ کی روایات آگئیں، جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ اپنے استاد حافظ ابوالفضل ؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

(أَنَّهُ تَتَبَّعَ مَنْ رَوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ فَبَلَغُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلاً).(23)

''انھوں نے رفع یدین کی روایت بیان کرنے والے صحابہ کا تتبّع کیا، تو ان کی تعداد پچاس (۵۰) تک پہنچ گئی''.

غرض اِن کبار حفّاظ ومحدّثین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ رفع یدین کی حدیث قریب قریب متواتر ہے، جس کی صحت شک وشبہ سے بالا ہوتی ہے۔ اور اس سنت کو بیان کرنے والے کوئی دو ایک صحابی نہیں، بلکہ پچاس (۵۰) صحابہ کرام ؓ ہیں، حتی کہ امام شافعی ؒ نے کہا ہے :

(رَوَى الرَّفْعَ جَمْعٌ مِنَ الصَّحَابَةِ لَعَلَّهُ لَمْ يُرْوَ حَدِيْثٌ قَطُّ بِعَدَدٍ أَكْثَرَ مِنْهُمْ).(24)

''رفع یدین کی روایت صحابہ کرام ؓ کی اتنی بڑی جماعت نے کی ہے کہ شائد اس سے زیادہ تعداد نے دوسری کوئی حدیث روایت نہیں کی''.

امام بخاری جزء رفع الیدین میں لکھتے ہیں کہ حضرت حسن بصری ؒ اور حمید بن ہلال ؒ فرماتے ہیں:

(كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ ، وَلَمْ

22) دیکھیئے جزء رفع الیدین: (ص:۳۰ تا ۳۳) و (ص:۴۷،۵۰،۵۱)، مع اردو ترجمہ .

23) فتح الباری: ۲۲۰/۲ .

24) نیل الأوطار: ۹/۳/۲ .

يَسْتَثْنِ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ دُوْنَ أَحَدٍ).(25)

''نبی ﷺ کے صحابہ ؓ رفع یدین کیا کرتے تھے، اور انھوں نے صحابہ ؓ میں سے کسی ایک کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا''.

ایک جگہ وہ لکھتے ہیں :

(وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ). (26)

''کسی ایک صحابی ؓ کے بارے میں بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہ کیا کرتے ہوں''.

تو گویا امام بخاری ؒ کے نزدیک رفع یدین پر صحابہ کرام ؓ کا اجماع تھا، کیونکہ کسی ایک بھی صحابی ؓ سے بسندِ صحیح ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو۔ اور جن سے بعض روایات وآثار ملتے ہیں، وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں یا پھر مُثبت ومنفی میں سے مُثبت کے مقدّم ہونے والے اصول کی رو سے مرجوح ہیں۔(27)

علاّمہ محمد ناصر الدین البانی نے بھی رکوع سے قبل وبعد والی رفع یدین کو متواتر قرار دیا ہے، اور آئمہ ثلاثہ سمیت جمہور فقہاء ومحدّثین کا یہی مذہب بتایا ہے اور ابن عساکر (۱۵۔۷۸۔۲) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام مالک ؒ کا آخری مذہب یہی تھا اور امام ابو یوسف ؒ کے ایک شاگرد عصام بن یوسف ابو عصمہ بلخی ؒ اور بعض دوسرے علماءِ احناف کا بھی یہی مذہب تھا۔(28)

القاموس المحیط کے مصنّف علاّمہ فیروز آبادی نے اپنی کتاب سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ کثرتِ روایات کی وجہ سے حدیثِ رفع یدین حدِ تواتر کو پہنچ

25) جزء رفع الیدین: (ص:۳۴،۴۸) .

26) جزء رفع الیدین: (ص:۳۴،۳۵،۴۹) نیل الأوطار: ۹/۳/۳ .

27) دیکھیئے تحقیق مشکوٰۃ للألبانی ۲۵۴/۱ .

28) حاشیہ صفۃ الصلوٰۃ للألبانی :ص:۷۳ .

چکی ہے، اور اس مسئلہ میں چار سو(۴۰۰) احادیث و آثار ملتے ہیں ۔ عشرۃ مبشّرۃ رضی اللہ عنہم نے انہیں روایت کیا ہے، نبی ﷺ اسی طرح تادمِ واپسیں نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس دنیا سے رُخصت ہوئے، اس کے سوا کچھ ثابت نہیں ہے(29).

دوسری دلیل :

رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کے سنتِ ثابتہ وغیر منسوخہ ہونے کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری و مسلم اور بعض دیگر کتب مثلاً جزء رفع الیدین امام بخاری ، نسائی ، ابن ماجہ ، صحیح ابن حبان ، ابن خزیمہ ، ابي عوانہ اور مسند احمد میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں حضرت ابوقلابہؒ بیان فرماتے ہیں :

((أَنَّہٗ رَأَى مَالِکَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ رضی اللہ عنہ اِذَا صَلّٰى کَبَّرَ وَ رَفَعَ یَدَیْہِ، وَاِذَا أَرَادَ أَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْہِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَنَعَ ھٰکَذَا)).

[وفي مسلم: کَانَ یَفْعَلُ ھٰکَذَا].(30)

’’انھوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب نماز پڑھتے تو تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کرتے، اور جب رکوع جاتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تب بھی رفع یدین کرتے، اور بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ

29) سفرِ سعادت فیروز آبادی اردو ترجمہ مولانا ہدایت اللہ ندوی: ص:۳۱ .

30) صحیح بخاری :۲۱۹/۲، صحیح مسلم مع شرح النووی ۹۴/۴/۲، صحیح ابنِ ماجہ ۱۴۲/۲/۱، ابنِ خذیمہ ۲۹۵/۱، ابنِ حبّان ، الاحسان ۱۷۶/۵، جزء رفع الیدین امام بخاری ص:۳۱، ۳۲، ونمبر:۷، ۵۴، ۵۵، ۶۶، ۱۰۲، و مسند احمد کما فی الفتح الربّانی:۱۶۷/۳، نصب الرایۃ:۴۱۰/۱ .

ﷺ نے ایسے ہی کیا۔[اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے]‘‘.

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں نصر بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

(أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰى یُحَاذِيَ بِھِمَا أُذُنَیْہِ، وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰى یُحَاذِيَ بِھِمَا أُذُنَیْہِ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ، فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ).(31)

’’نبی ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھوں کو اٹھاتے تھے، اور جب رکوع جاتے تو بھی کانوں تک ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے، تب بھی اسی طرح ہی [رفع یدین] کرتے تھے‘‘۔

یہ حدیث بھی رفع یدین کے منسوخ نہ ہونے اور سنتِ ثابتہ ودائمہ ہونے کی قوی دلیل ہے، کیونکہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے پاس آنا ماہِ رجب ۹ ھ میں ہوا، جو کہ غزوۂ تبوک کے ایّام میں بنتا ہے اور طبقات ابن سعد و سیرت ابن ہشام وغیرہ کتبِ تاریخ وسیرت میں یہ بات ثابت ہے کہ جب وہ حاضرِ خدمت ہوئے، اس وقت نبی ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاریوں میں تھے، جیسا کہ فتح الباری میں بھی مذکور ہے کہ وہ غزوۂ تبوک سے قبل اپنی قوم کے وفد کے ساتھ آئے تھے۔(32)

ظاہر ہے کہ ۹ ھ میں آئے اور اس وقت یا اس کے بعد انھوں نے یہ حدیث بیان کی، جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کے اس تقریباً آخری سال

31) مسلم ایضاً .

32) طبقات ابن سعد بحوالہ فتح الباري:۱۱۰/۲، ۲۳۶/۱۳، سیرت ابن ہشام ۱۶۹/۴، بتحقیق محمد محي الدّین.

تک تو یہ رفع الیدین منسوخ نہیں ہوئی تھی، اور اسی حدیث سے اس بات کا اندازہ بھی ہوجاتا ہے کہ سورۂ مؤمنون کی ابتدائی آیات:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ☆ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَوٰتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ☆﴾

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے مدینہ آنے سے پہلے نازل ہوچکی تھیں اور تفسیر ابن جریر طبری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿خَاشِعُوْنَ﴾ کا معنیٰ (سَاكِنُوْن) منقول ہوا ہے۔(33)

یہی لفظِ سکون حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم والی اس حدیث میں آیا ہے، جس پر نسخِ رفع یدین کے قائلین کو بڑا ناز ہے، حالانکہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ والی اِس حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہورہا ہے کہ رکوع کے اوّل وآخر والی رفع یدین سکون کے منافی ہرگز نہیں، کیونکہ سورۂ مؤمنون کی اِن آیات کے نزول کے بہت بعد تک بھی رفع یدین بطورِ سنت ثابت رہی، اور خلافِ سکون جو رفع یدین ہے، وہ سلام پھیرنے کے وقت والی ہے، جسے سرکش گھوڑوں کے دُم ہلانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور اس بات کا پتہ بھی خود صحیح مسلم ہی سے چل جاتا ہے، جس کی تفصیل ہم قائلین ترک ونسخ کے دلائل کے ضمن میں ذکر کریں گے۔

یہاں صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ جس طرح تشہّد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا، بوقتِ قنوتِ وتر رفع یدین کرنا اور اسی طرح ہی تکبیراتِ عیدین کے ساتھ رفع یدین کرنا مانعِ سکون نہیں، اسی طرح ہی یہ مسنون رفع یدین بھی مانعِ سکون نہیں ہے۔ اور قنوت وعیدین والی رفع یدین تو صحیح ومرفوع سند سے بھی ثابت نہیں، جبکہ رکوع والی رفع یدین کا پتہ دینے والی احادیث تو مرفوعاً صحیح وثابت ہیں۔(34)

33) تفسیر طبری: ۲۱۹/۴۔۲۲۰ .

34) المرعاۃ: ۲۷۱/۲ ، المحلّٰی: ۱۱۶/۵۔۱۲۸ .

علماءِ احناف کی طرف سے عدمِ نسخ کا اعتراف:

اس حدیثِ حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے ۹ھ تک بھی نبی ﷺ کے رفع یدین کرنے کا پتہ چلتا ہے۔

لہٰذا اسے منسوخ ماننے کی کوئی وجہ ہی نہیں، اور عدمِ نسخ کا اعتراف خود بعض کبار علماء احناف نے بھی کیا ہے، جن میں سے ہی ایک علاّمہ سندھیؒ بھی ہیں، چنانچہ وہ سنن نسائی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

(ثُمَّ مَالِكُ ابْنُ الْحُوَيْرِثِ رضي الله عنه وَ وَائِلُ ابْنُ حُجْرٍ رضي الله عنه مِمَّنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ آخِرِ عُمُرِهٖ ، فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ، دَلِيْلٌ عَلٰى بَقَائِهٖ وَ بُطْلَانِ دَعْوٰى نَسْخِهٖ، كَيْفَ وَ قَدْ رَوٰى مَالِكٌ هٰذَا جَلْسَةَ الْاِسْتِرَاحَةِ فَحَمَلُوْهَا عَلٰى أَنَّهَا كَانَتْ فِيْ آخِرِ عُمُرِهٖ فِيْ سِنِّ الْكِبَرِ، فَهِيَ لَيْسَ مِمَّا فَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَصْداً، فَلَا يَكُوْنُ سُنَّةً، وَهٰذَا يَقْتَضِيْ أَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ الَّذِيْ رَوَاهُ ثَابِتاً لَا مَنْسُوْخاً، لِكَوْنِهٖ فِيْ آخِرِ عُمُرِهٖ عِنْدَهُمْ، فَالْقَوْلُ: مَنْسُوْخٌ قَرِيْبٌ مِنَ التَّنَاقُضِ، وَقَدْ قَالَ ﷺ لِمَالِكٍ هٰذَا وَأَصْحَابِهٖ :((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)).(35)

"حضرت مالک بن حُویرث رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے ہیں، جنھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی آخری عمر میں نماز پڑھی، انکا رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت نبی ﷺ کے رفع یدین کرنے کو بیان کرنا، اس کی بقاء ودوام اور دعوائے نسخ کے بطلان کی دلیل

35) بخاری: ۱۱۱/۲، ۴۳۸/۱۰، ۲۳۱/۱۳، بتحقیق ڈاکٹر مصطفیٰ البغا، مسند احمد: ۵۳/۵، حاشیہ السندھی علیٰ سنن النّسائی ص: ۱۴۰

ہے ۔ اور کیوں نہ ہو، جبکہ انہی حضرت مالک ﷺ نے جب نبی ﷺ کا جلسہٗ استراحت روایت کیا ،تو اُسے انھوں نے آپ ﷺ کی آخری عمر کا عمل ہونے پر محمول کیا کہ یہ [مجبوراً تھا] قصداً نہیں تھا، لہٰذا ان کے نزدیک وہ سنت نہ ہوا، اس بناء پر حضرت مالک ﷺ کی روایت کردہ رفع یدین کو سنّتِ ثابتہ ہونا چاہیئے ،نہ کہ منسوخ، کیونکہ یہ بھی آپ ﷺ کی آخری عمر کا عمل ہے۔ پس منسوخ ماننے والا قول تناقض کے قریب قریب ہے، اور نبی ﷺ نے حضرت مالک ﷺ اور اپنے دوسرے صحابہ کرام ﷺ سے فرمایا تھا: ''تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے''.

جبکہ سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں علاّمہ سندھی ؒ حنفی لکھتے ہیں :

(فَاِنْ کَانَ هُنَاکَ نَسْخٌ فَیَنْبَغِيْ أَنْ یَّکُوْنَ الْمَنْسُوْخُ تَرْکَ الرَّفْعِ، وَبِالْجُمْلَةِ فَالْأَقْرَبُ بِاسْتِنَانِ الْأَمْرَیْنِ،وَالرَّفْعُ أَقْوٰی وَأَکْثَرُ).(36)

''اگر کہیں نسخ واقع ہوا ہے تو وہ ترکِ رفع یدین میں ہونا چاہیئے ۔ اور بالجملہ دونوں کو مسنون کہنا ہی اقرب ہے، جبکہ رفع یدین کرنے کی احادیث قوّی اور بکثرت ہیں''.

حاشیہ نسائی میں ایک جگہ لکھا ہے:

(فَالسُّنَّةُ هِيَ الرَّفْعُ لَا التَّرْکُ).(37)

''پس سنت، رفع یدین کرنا ہے نہ کہ ترکِ رفع یدین''.

تیسری دلیل :

رفع یدین کے سنت ہونے کی تیسری دلیل وہ حدیث ہے، جو جزء رفع الیدین

36)حاشیہ ابنِ ماجہ:۱/۱۴۶ .

37)حاشیہ سنن نسائی۱/۱۵۸ .

امام بخاری، صحیح مسلم،ابو داؤد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، ابن خزیمہ، دار قطنی، بیہقی،دارمی،صحیح ابی عوانہ، مصنّف عبدالرزاق، مسندحمیدی، مسند احمد ، المحلّی لابن حزم اور التمہیدلابن عبد البرّ میں حضرت وائل بن حُجر ﷺ سے مروی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں :

((صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَکَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْهِ، قَالَ: ثُمَّ الْتَحَفَ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَأَدْخَلَ یَدَیْهِ فِي ثَوْبِهٖ،قَالَ: فَاِذَا أَرَادَ أَنْ یَّرْکَعَ اَخْرَجَ یَدَیْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَاِذَا أَرَادَ أَنْ یَّرْفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ، رَفَعَ ......الخ)).

''میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ جب تکبیرِ تحریمہ کہتے تو رفع یدین کرتے ، پھر آپ ﷺ نے چادر لپیٹ لی اور دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑ لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کپڑے کے اندر کرلیا، اور جب آپ ﷺ نے رکوع کا ارادہ فرمایا تو ہاتھوں کو چادر سے نکالا اور رفع یدین کی، اور جب رکوع سے اُٹھے تو بھی رفع یدین کی''.

مسلم شریف کے الفاظ یوں ہیں :

((أَنَّهٗ رَأَی النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ کَبَّرَ، وَوَصَفَ هَمَّامُ : حِیَالَ أُذُنَیْهِ ، ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی،فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ یَّرْکَعَ أَخْرَجَ یَدَیْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ کَبَّرَفَرَکَعَ، فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ یَدَیْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَیْنَ کَفَّیْهِ)).(38)

38) مسلم ۲/۴/۱۴ابی داؤد ۲/۴۱۰، ۴۱۱ امام ابوداؤدو منذری نے اس پر خاموشی اختیار کرکے اسکے کم از کم حسن ہونے کا عندیہ دیا ہے، جزء رفع الیدین بخاری نمبر:۱۰، ۲۳، ۲۷، ۳۱، ۷۰، ۷۱، ۷۳، مسندحمیدی ص:۲۵۳، ۲۵۴،المحلّٰی:۴/۹۱، ۹۲، صحیح ابنِ ماجہ ۱/۱۴۳،بیہقی:۲/۷۱،دارقطنی:۱/۱/۲۹۰،ابن حبّان۴۸۵،الموارد،ابن خذیمہ:۶۹۷.

''انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی تو تکبیر کہتے وقت رفع یدین کی، اور ہمّام نے رفع یدین کا طریقہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھایا، پھر چادر لپیٹ لی اور دائیں ہاتھ کو بائیں پر باندھ لیا، اور جب رکوع کا ارادہ فرمایا تو ہاتھوں کو کپڑے سے نکالا اور رفع یدین کی اور تکبیر کہتے ہوئے رکوع کیا، اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تو رفع یدین کی اور جب سجدہ کیا، تو پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا''۔

یہ حدیث بھی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک سنتِ ثابتہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس حدیث کا صیغہ دوام پر دلالت کر رہا ہے، دوسرے یہ کہ حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کے آخری سال کے قریب مسلمان ہوئے تھے جیسا کہ علاّمہ بدر الدین عینی حنفی نے عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے:

(وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ أَسْلَمَ فِي الْمَدِينَةِ سَنَةَ تِسْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ). (39)

''حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ ۹ھ میں مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے''۔

اس حدیث کی سند کے ایک راوی عاصم بن کلیب پر کلام کیا گیا ہے، لیکن وہ محض تفرّد کی صورت میں قابلِ حجّت نہیں، جبکہ اس حدیث میں ایسا نہیں۔ عاصم متفرّد نہیں بلکہ ان کی متابعت علقمہ بن وائل نے بھی کی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ اور اس کا صحیح مسلم میں آجانا ہی اس کی صحت کے لیئے کافی ہے۔ اور پھر اس سنت کو بیان کرنے والے صرف حضرت وائل رضی اللہ عنہ ہی نہیں، بلکہ صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما اور دوسرے بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں، جیسا کہ تفصیل ذکر کی جا چکی ہے۔ لہٰذا اب کسی کے اس قول میں کوئی جان باقی نہیں رہ جاتی کہ:

39) عمدة القاری: ٩/٣ .

''حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نبی ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے پچاس مرتبہ نہ کرتے دیکھا''۔

جیسا کہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے، کیونکہ اول تو یہ قول ثابت ہی نہیں کہ کب انھوں نے انہیں پچاس دفعہ ترکِ رفع یدین والی بات بتائی، دوسرے یہ کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کو متعدّد دفعہ رفع یدین کرتے دیکھنا مروی ہے، جیسا کہ ابو داؤد اور جزء امام بخاری کے الفاظ:

((ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ فِي زَمَانٍ فِيْهِ بَرْدٌ شَدِيْدٌ)).

''پھر میں اس وقت آیا جبکہ سخت سردی پڑ رہی تھی''۔

اور دوسری روایت میں:

((ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ)). ''پھر میں دوبارہ آیا اور انہیں دیکھا''۔

سے پتہ چلتا ہے۔(40)

اسی قسم کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں لکھا ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کئی مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا حضرت وائل رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کے شکوک وشبہات کی کوئی ضرورت نہیں۔(41)

اور پھر خود علمائے احناف میں سے علاّمہ عبدالحی رحمہ اللہ نے التعلیق الممجّد علیٰ مؤطا امام محمد میں لکھا ہے:

(لَيْسَ فِي الصَّحَابَةِ مَنْ رَوىٰ تَرْکَ الرَّفْعِ فَقَطْ اِلَّا ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَأَمَّا مَنْ عَدَاهُ، فَمِنْهُمْ مَنْ لَا تُرْوىٰ عَنْهُ اِلَّا رِوَايَةُ الرَّفْعِ، وَمِنْهُمْ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ حَدِيْثُ الرَّفْعِ وَ تَرْکِهِ كِلَيْهِمَا،

40) ابو داؤد ۲/۴۱۴، جزء امام بخاری ص:(٦٧) .

41) جزء رفع الیدین ص:(٦٧) .

كَابْنِ عُمَرَ وَالْبَرَّاءِ، إِلَّا أَنَّ أَسَانِيْدَ رِوَايَةِ الرَّفْعِ أَوْثَقُ وَأَثْبَتُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ لَوْعُوْرِضَ كَلَامُ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ بِأَنَّهُ يُسْتَبْعَدُ أَنْ يَّكُوْنَ تَرْكَ الرَّفْعِ حَفِظَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَطْ وَلَمْ يَحْفَظْ مَنْ عَدَاهُ مِنْ أَجِلَّةِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مُصَاحِبِيْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ مُصَاحَبَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْهُ، لَكَانَ لَهُ وَجْهٌ).(42)

"حضرت ابنِ مسعود ؓ کے سوا صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس نے صرف ترکِ رفع یدین کی روایت بیان کی ہو، ان کے علاوہ دوسرے صحابہ میں سے کوئی تو وہ ہیں جن سے صرف رفع یدین کرنے کی روایت ملتی ہے، اور بعض سے رفع یدین کرنے اور ترکِ رفع یدین دونوں کی روایت ملتی ہے، جیسے حضرت ابنِ عُمر اور برّاء ؓ ہیں۔ جبکہ رفع یدین کرنے کا پتہ دینے والی احادیث کی اسانید زیادہ ثقہ اور ثابت ہیں، لہٰذا اگر ابراہیم نخعیؒ کے قول کو بعید از قیاس شمار کرتے ہوئے کہا جائے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ترکِ رفع یدین کی حدیث صرف حضرت ابنِ مسعود ؓ کو یاد رہی ہو اور ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو یاد نہ رہی ہو جن میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ بھی تھے؟ اور انھیں بھی حضرت ابنِ مسعود ؓ کی طرح یا اُن سے بھی زیادہ شرفِ صحابیت حاصل تھا تو یہ بات بے وجہ نہیں ہوگی"۔

جب اتنے صحابہ رفع یدین روایت کررہے ہیں جو کہ ملازمِ صحبت بھی تھے، تو ممکن ہے کہ حضرت ابنِ مسعود ؓ سے اس معاملہ میں بھی چُوک ہوگئی ہو، جیسا کہ کئی دیگر مسائل میں بھی ہوئی ہے، جن کی تفصیل ہم حضرت ابنِ مسعود ؓ سے مروی ترکِ رفع یدین والی روایت کے ضمن میں بیان کریں گے۔ **ان شآء اللہ**

42) التعلیق الممجد مولانا عبدالحیؒ ص: (۹۳) طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

علّامہ سندھیؒ کا جو تبصرہ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے وہ اِس حدیثِ وائلؓ کے ساتھ بھی ذکر کیا جاسکتا ہے کیونکہ انھوں نے حضرت مالک بن حویرث ؓ اور حضرت وائل ؓ دونوں کو شامل کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری سال میں نماز پڑھی تھی اور ان کا رفع الیدین کی روایت بیان کرنا اِس کے دوام وبقاء اور عدمِ نسخ کی بیّن دلیل ہے ۔

طُرفہ ولمحۂ فکریہ :

یہ حدیثِ وائل ؓ وہی حدیث ہے، جسے خود مانعینِ رفع یدین نے بھی مانا ہے۔ اور اس کی صحت پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ جب تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھانے کی مقدار ذکر کرنا ہو، تو مانعینِ رفع یدین بطورِ دلیل یہی حدیث پیش کرتے ہیں، جس میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر آیا ہے، اور کندھوں تک کا پتہ دینے والی حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو چھوڑ دیا جاتا ہے، جو کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ (43)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ملازمِ صحبت بھی تھے، اِس کے باوجود ان کی حدیث پر حضرت وائل بن حُجر ؓ کی کانوں تک ہاتھ اُٹھانے والی حدیث کو ترجیح دی گئی ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں کوئی تعارض بھی نہیں، بلکہ ان دونوں کو مختلف احوال و مواقع پر محمول کیا جاسکتا ہے، کیونکہ اس معاملہ میں وسعت ہے، حصر وتحدید نہیں۔ اور خود علّامہ سندھی نے حاشیہ سنن نسائی میں کندھوں یا کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی احادیث میں تعارض ومنافاۃ نہ پائے جانے کے سلسلہ میں لکھا ہے :

(فَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَ الرَّفْعِ إِلَى الْمَنْكِبَيْنِ أَوْإِلَى شَحْمَةِ الْأُذُنَيْنِ أَيْ أَعَالِيْهَا وَ قَدْ ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ فِي التَّوْفِيْقِ بَسْطاً لَاحَاجَةَ إِلَيْهِ ، لِكَوْنِ التَّوْفِيْقِ فَرْعُ التَّعَارُضِ وَلَا يَظْهَرُ التَّعَارُضُ أَصْلاً).(44)

43) بخاری: ۲۳۱/۲ ۔ 44) حاشیہ سنن نسائی (ص:۱۴۰) ۔

”کندھوں یا کانوں تک ہاتھوں کو اٹھانے کا پتہ دینے والی احادیث میں کوئی تعارض وتضاد نہیں ہے۔بعض علماء نے ان میں موافقت پیدا کرنے کے لئے بڑی شرح وبسط سے لکھا ہے، حالانکہ اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی، کیونکہ موافقت تو وہاں پیدا کی جاتی ہے، جہاں تعارض وتضاد ہو ،جبکہ یہاں اصلاً تعارض ہے ہی نہیں“۔

غرض ان دونوں طرح کی احادیث میں کوئی تعارض نہ ہونے کے باوجود مقدارِ رفع کے بارے میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی اِس حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے۔اور اس پر طُرفہ یہ کہ جب اِسی حدیث سے رکوع کے اوّل وآخر والی رفع یدین کو ثابت کریں، تو اس پر بھی جرحیں اور انتقادات شروع ہوجاتی ہیں، حالانکہ یہ وہی حدیث ہے جسے مقدارِ رفع کیلئے خود صحیح بخاری کی حدیث پر بھی ترجیح دی گئی ہے۔

چوتھی دلیل:

قائلینِ رفع یدین کی چوتھی دلیل وہ حدیث ہے جو جزء رفع الیدین امام بخاری، ابو داؤد، ابن ماجہ، بیہقی، صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان، مسند امام احمد، محلّٰی ابن حزم اور دوسری کتب میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں وہ کہتے ہیں:

((أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ لِصَلوٰةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)).(45)

”مجھے تم سب کی نسبت نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ زیادہ یاد ہے“۔

بعض روایات میں ہے :

((أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلوٰةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)).(46)

”میں تم سب سے زیادہ نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ جانتا ہوں“۔

45) بخاری:۳۰۵/۲ ۔

46) جزء رفع الیدین امام بخاری (ص:۳۷،۳۸) ابنِ خذیمہ:۳۴۳/۱ ۔

اُن صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں؟ جبکہ نہ تو آپ ہم سے پہلے مشرّف بہ اسلام ہوئے، اور نہ ہی ہم سے زیادہ ملازمِ صحبت رہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، میں زیادہ جانتا ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا : کیسے ؟

تو انھوں نے جواب دیا :

((اِتَّبَعْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ حَتّٰى حَفِظْتُهُ)).(47)

”میں نے آپ ﷺ کی نماز پر خاص دھیان دیا، یہاں تک کہ میں نے اسے خوب حفظ کرلیا“۔

تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں کہا: اچھا تو نمازِ نبوی ﷺ پیش کرو، اس پر انھوں نے فرمایا :

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلوٰةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِيْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقْرَأُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يُصَوِّبُ رَأْسَهٗ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَيَقُوْلُ:(سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ). ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلاً ......الخ ، ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ ......الخ)).

”نبی ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے، یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہوجاتے ، پھر تکبیر کہتے اور سیدھے کھڑے ہوتے ، یہاں تک کہ جسم کی تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ

47) فتح الباری :۳۰۸/۲ ۔

لے لیتیں ، پھر قراءت فرماتے ، پھر تکبیر کہتے اور کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھاتے ، پھر رکوع فرماتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور کمر کو برابر کرتے ،سرِ اقدس نہ زیادہ جھکا ہوا ہوتا نہ زیادہ اٹھا ہوا، پھر آپ ﷺ سر اٹھاتے اور کہتے :(سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ) ،اور پھر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے ......الخ ،اور جب آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ،جیسا کہ نماز کے شروع میں تکبیر کہتے وقت کرتے تھے......الخ ‘‘.

اس سے آگے مذکور ہے کہ جب وہ تشہّد بیٹھنے تک ساری [نمازِ نبوی ﷺ] کا طریقہ بیان کر چکے،تو ان سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان یہ کہا :

((صَدَقْتَ ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ)).(48)

’’آپ نے سچ فرمایا، نبی ﷺ اسی طرح ہی نماز پڑھا کرتے تھے‘‘.

اس حدیث کو امام نووی نے شرح صحیح مسلم (۹۵/۴/۲) میں،علاّمہ ابن قیّم نے تہذیب السنن (۴۲۶-۴۱۶/۲ علی عون المعبود)میں اور امام ابن حبان وابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں صحیح کہا ہے۔ جبکہ علل الحدیث میں ابو حاتم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔(49)

فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام ابن حبان وابن خزیمہ کی تصحیح نقل کرکے اسے برقرار رکھا ہے.(50)

---

48)ترمذی :۲۱۱/۲،صحیح ابنِ ماجہ:۱۴۳/۱،ابنِ حبّان ۱۷۰/۵،الاحسان ، جزء رفع الیدین امام بخاری (ص:۳۸،۳۷) نمبر:۳،۴،۵،۶ ، ابو داؤد:۴۲۰-۴۱۶/۳،مسند احمد۳۱۶/۴،۳۱۷ ،ابنِ خذیمہ :۳۴۳/۱،۳۴۵،۳۴۶ڈاکٹر اعظمی نے اسے صحیح کہا ہے،الفتح الربّانی :۱۴۸-۱۴۷/۳، محلّی:۹۱/۴ .

49)بحوالہ التحقیق الراسخ محدّث گوندلوی رحمہٗ اللہ (ص:۷۰) .

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی نے بھی تحقیق ابن خزیمہ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے،اور شیخ احمد عبدالرحمٰن البنّاء کی الفتح الربانی سے تصحیح نقل کی ہے .(51)

شیخ شعیب الارناؤوط نے تحقیق صحیح ابن حبان۔ الاحسان۔ میں مذکورہ مقام پر اس کی سند کو قوّی قرار دیا ہے .

ان سب کبار اہلِ علم نے تو اس حدیث کو صحیح وقوّی قرار دیا ہے، البتہ بعض لوگوں نے اس حدیث کی مختلف اسناد اور طُرق سے لاعلمی کی بناء پر یا کسی دوسری وجہ سے اس کی سند میں اضطراب ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے،اور لکھا ہے کہ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ ملازمِ صحبت نہیں تھے۔اور اس حدیث سے ہی یہ بات بھی کشید کی ہے کہ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کی مجلس والے دوسرے صحابہ کا عمل رفع یدین نہ کرنا تھا، حالانکہ یہ تینوں باتیں یا اعتراضات بیجا و غیر صحیح ہیں ،جن کی تفصیل حضرت العلاّم حافظ محمد محدّث گوندلوی رحمہ اللہ کی کتاب التحقیق الراسخ فی انّ احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ اور ’’مسئلہ رفع الیدین پر محقّقانہ نظر‘‘(ص:۷۰-۷۶) پر دیکھی جاسکتی ہے،اور آخر الذکر بات کا جواب آئندہ ہماری گفتگو میں بھی آجائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه

بریلوی حکیم الامّت کی نرالی تحقیق :

یہاں ہم بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار بدایونی [گجرات] کی ایک نرالی تحقیق کا نمونہ پیش کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی کتاب جاء الحق کے حصہ دوم (ص:۲۶-۴۲)میں قراءت فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ پر بحث کی ہے .

یوں تو کتاب کے جملہ مندرجات دیکھنے سے پہلے ہی اس حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام ’’جاء الحق‘‘ دراصل ع ’’نہند نامِ زنگی کافور‘‘ کے مصداق ہے، کیونکہ اس میں حقائق کو نہایت توڑ پھوڑ کر بیان کیا گیا ہے۔اور اس چیز کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسی کتاب کے ردّ میں شیخ الحدیث مولانا

---

50)فتح الباری .

سرفراز خان صفدر [نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ] نے اپنی کتاب المنہاج الواضح المعروف بہ ''راہِ سنت'' لکھی ہے۔

اس کتاب میں شیخ الحدیث موصوف نے بھی ان مخصوص امور کا جواب دیا ہے جن کی زد براہِ راست دیوبندی حضرات پر بھی پڑتی تھی۔ ''جاء الحق'' کا حصہ دوم اپنے سرورق پر یہ تحریر لیئے ہوئے ہے:

''جس میں موجودہ دور کے غیر مقلّد وہّابیوں کے مختلف فیہ مسائل کا نہایت مدلّل فیصلہ کردیا گیا ہے''.

نہ معلوم اس حصّے کا تعاقب وجواب متعلقہ حضرات میں سے کسی کی طرف سے دیا گیا ہے یا نہیں؟

اور اگر دیا گیا ہے تو تاحال ہماری نظر سے نہیں گزرا ۔

غرض ''جاء الحق'' کے مدلّل فیصلوں کا اندازہ اسی بات سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی اِس حدیثِ مذکورہ، جسے ذکر کردہ محدّثین کرامؒ نے صحیح وقوّی قرار دیا ہے، اس کی سند کے ایک راوی عبدالحمید بن جعفر کو سخت مجروح، اور دوسرے راوی محمد بن عَمرو بن عطاء کے بارے میں کہہ دیا ہے کہ ان کی حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی اور کہہ دیا ہے کہ ''میں نے ان سے سنا ہے''۔ یہ غلط ہے، درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا ہے جو مجہول ہے، چنانچہ موصوف نے اپنی اس کتاب ''جاء الحق'' کے (ص: ۶۳۔۶۴) پر لکھا ہے :

''ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں عبدالحمید بن جعفر اور محمد بن عَمرو بن عطاء ایسے غیر معتبر راوی ہیں کہ خدا کی پناہ''.

چنانچہ امام ماروی (کتاب میں ایسے ہی لکھا ہے حالانکہ صحیح ماردینی ہے) نے جوہر نقی میں فرمایا ہے :

''عبدالحمید منکر الحدیث ہے''، یہ امام ''ماروي'' وہ ہیں جنہیں یحییٰ بن سعید

51) حوالۂ سابقہ از ابن خذیمہ .

فرماتے ہیں :

(هُوَ اِمَامُ النَّاسِ فِي هٰذَا الْبَابِ).

''وہ فنِ جرح وتعدیل کے امام ہیں''.

محمد بن عَمرو ایسا جھوٹا راوی ہے کہ اس کی ملاقات ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے ہرگز نہیں ہوئی، مگر کہتا ہے: (سَمِعْتُ) ''کہ میں نے سنا ہے''. ایسے آدمی کی روایت موضوع یا کم از کم اوّل درجہ کی مدلّس ہے. (52)

اس نقد وجرح کا تجزیہ :

موصوف نے سنن بیہقی کے حاشیہ الجوہر النقی سے علاّمہ ابن الترکمانی ماردینی کا جو تبصرہ نقل کیا ہے اور جس انداز سے کتاب ومصنّف کا نام لکھا ہے وہی اس کتاب ''جاء الحق'' کے فیصلوں کے مدلّل ہونے کی چغلی کھا رہا ہے، اور اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کیلئے علاّمہ ماردینی کی تعریف کا بڑا نرالا ڈھنگ اختیار کیا ہے کہ امام یحییٰ بن سعید کا قول بنالائے ہیں کہ انھوں نے ان کے بارے میں [هُوَ اِمَامُ النَّاسِ] کہا ہے۔

صاحب الجوہر النقی کے عالم ہونے سے کسی کو بھی انکار نہیں، لیکن اگر اس بات کی تاکید کے طور پر کوئی قول پیش کرنا ہی تھا تو اس شخص کا قول پیش کیا جاتا جو موصوف کا معاصر ہوتا یا پھر ان کے بعد کا ہوتا، جبکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے لیئے نرالا ہی انداز اِختیار کیا گیا ہے کہ تعریف وہ شخص کررہا ہے جو موصوف وممدوح سے ساڑھے پانچ سو سال پہلے گزرا ہے، یحییٰ بن سعیدؒ کا مرکر جی اُٹھنا اور اپنے سے صدیوں بعد پیدا ہونے والے شخص کی تعریف کرجانے والی بات بھی خوب رہی.

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے

اور۱۹۸ھ کوانھوں نے وفات پائی.(53)

جبکہ علاّ مہ ماردینی ۶۸۳ ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۵۰ ھ میں وفات پائی .(54)

اب آپ ہی اندازہ فرمائیں کہ امام یحیٰ القطانؒ جو علاّ مہ ماردینی کی پیدائش سے بھی [۴۸۵] سال قبل وفات پا چکے تھے، وہ علاّ مہ ماردینی کی تعریف کرنے کہاں سے آئیں گے ؟

پانچ صدیاں بعد میں آنے والے شخص کی تعریف میں تو اس امام کا قول گھڑ لیا ہے، جو اس کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو سال پہلے وفات پا چکے تھے۔اس (مدلّل نقطہ) کے بعد آیئے دوسرا (مدلّل نقطہ) بھی ملاحظہ کریں کہ محمد بن عَمر و بن عطاءؒ کے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے سماع میں استحالہ پیدا کر دیا ہے، حالانکہ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت محمد بن عَمر و کی عُمر پچیس، تیس سال کی لگ بھگ تھی۔اور اتنی طویل معاصرت میں سماع کا عین امکان ہوتا ہے اور تاریخی طور پر اس میں کوئی امرِ مانع بھی نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ جملہ محدّ ثین کرامؒ نے ان کے سماع ولقاء کی تصریح کی ہے۔نیز وہ اصولِ ستہّ کے راوی، ثقہ اور مُتقِن تھے .(55)

کسی بھی محدّ ث سے بسندِ صحیح ان کی تضعیف ثابت نہیں ہے۔اور حد تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ جیسے مایۂ ناز محدّ ث نے اپنی صحیح میں ان سے حدیث لی ہے .

(بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ) کی دوسری حدیث محمد بن عَمر و بن عطاء عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کے طریق سے ہی مروی ہے، جو کہ لقاء وسماع کی ایک زبردست دلیل ہے .(56)

---

52)جاء الحق مفتی احمد یار۲/۶۳ ۔ ۶۵، نیز دیکھیۓ: هداية أوّلين مع حاشيه (ص:۱۱۲) .

53)تهذيب التهذيب:۱۱/۲۱۹ .

54)الدّرر الكامنة فى المائة الثامنة لابن حجر:۳/۸۴ .

55)تهذيب التهذيب:۹/۳۷۴ .

اب ایک ایسا راوی جس کے بارے میں محدّ ثین میں سے کسی سے بھی بسندِ صحیح تضعیف ثابت نہ ہو، اس کے بارے میں (ایسا جھوٹا راوی ہے) کہنا بہت بڑی جسارت بلکہ شقاوت نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسرے راوی عبد الحمید بن جعفر کے بارے میں علاّ مہ ماردینی کا انہیں (منکر الحدیث) کہنا ہرگز ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ ان پر بہتان ہے، کیونکہ علاّ مہ موصوف نے الجوهر النقی میں صرف اتنا کہا ہے:

(عَبْدُ الْحَمِيدِ مَطْعُونٌ فِي حَدِيثِهِ).(57)

''عبدالحمید کی روایت پر طعن کیا گیا ہے''.

اب یہاں (منکر الحدیث) والی کوئی بات نہیں ہے، اور پھر طعن والی بات بھی اپنی جگہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ خود علاّ مہ ماردینیؒ نے ہی انہیں اپنی اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ ثقہ تسلیم کیا ہے۔اور ان میں صرف (قــــدري) ہونے کا عیب شمار کیا گیا ہے۔اور علماءِ اصول کے نزدیک یہ چیز کسی ثقہ راوی کی ثقاہت کیلئے مضرّ نہیں ہے .

ایسے راوی کو (بریلوی حکیم الأمّت) کا غیر معتبر اور جھوٹا کہہ دینا انتہائی افسوس ناک بلکہ المناک ہے، کیا ایسی باتوں پر مبنی کتاب کے سرورق پر ایسا جملہ جچتا ہے جو کہ اس پر چھاپا گیا ہے ؟(58)

پھر اِن (حکیم الأمّت مفتی صاحب) نے تو اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے چارہ سازی کی حد ہی کر دی ہے، حتیٰ کہ قرآنی آیات میں تغیّر وتبدّل کرنے سے بھی باز نہیں رہے .

---

56)بخاری :۲/۳۰۵ .

57)الجوهر النَّقي علىٰ البيهقى:۲/۶۹ .

58)تفصیل کیلئے دیکھیۓ: المرعاة شرح مشكوٰة:۲/۳۰۸، ۳۱۲، و ہفت روزہ اہلحدیث لاہور جلد:۲۳، شمارہ:۲۵ باب یکم محرّم ۱۴۱۳ھ ۳ جولائی ۱۹۹۲ء، مقالہ مولانا محمّد ایّوب صاحب

جس کی تفصیل ہم (چندنئی کاوشوں کا تحقیقی جائزہ) کے تحت، آگے چل کر ذکر کریں گے ۔ اِنْ شَآءَ اللهُ

رفقاءِ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ:

اس حدیث میں مذکور واقعہ کے دوران حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو دس صحابہ تھے، امام بخاریؒ کی کتاب جزء رفع الیدین، ابوداؤد، مسنداحمد، ابن خذیمہ، ترمذي اور حافظ ابن حجرؒ کی فتح الباري میں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت سہل بن سعد، ابواسید الساعدی، محمد بن مسلمہ، ابوہریرہ، اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ وہ تھے تو دس (۱۰) لیکن مجھے اِن چھ کے علاوہ کسی کا پتہ نہیں چل سکا.(59)

پانچویں دلیل:

اسی سلسلہ میں قائلینِ رفع یدین کی پانچویں دلیل سنن کبریٰ بیهقی میں نبی اکرم ﷺ کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں محمد بن اسماعیل سلمی کہتے ہیں:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي النُّعْمَانِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ وَحِيْنَ رَكَعَ وَحِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ،فَقَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ،وَحِيْنَ رَكَعَ وَحِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ أَيُّوْبَ السُّخْتِيَانِيِّ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ

مظفّر گڑھی .

59) تفصیل کیلئے دیکھیے :فتح الباري:۲/۳۰۷،ابنِ خذیمه۱/۳۴۳،جزء امام بخاری:(ص:۳۷،۳۸)الفتح الربّانی ترتیب وشرح مسند احمد:۳/۱۴۷،۱۵۳،

الصَّلوٰةَ ، وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ:رَأَيْتُ عَطَاءَ ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ:صَلَّيْتُ خَلْفَ عَبْدِ اللّٰهِ بنَ الزُّبَيْرِ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ،وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَبدُ اللّٰهِ بنُ الزُّبَيْرِ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلوٰةَ،وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ)). (60)

’’میں نے ابونعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کی، میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے کہا: میں نے حمّاد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے بھی نماز کے شروع میں، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کی، میں نے ان سے پوچھا، تو انھوں نے فرمایا: میں نے ایوب سختیانی کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ وہ نماز کے آغاز میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، تو انھوں نے بتایا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کو دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے، میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ نماز کے

ابو داؤد:۲/۴۱۶،۴۲۸ تا ۴۳۲،تحفة الاحوذی وترمذی ۲/۱۰۰،۲۱۱ تا ۲۱۳.

شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا، توانھوں نے بتایا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ نماز کے افتتاح کے وقت اور رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے، اور حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا : میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، آپ ﷺ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے''۔

امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں اس حدیث کے تمام راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر میں بھی امام بیہقی کے الفاظ کو نقل کیا ہے، اور اس پر موافقت کی ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، ورنہ وہ تعاقب کرتے، مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا .(61)

جب سب راوی ثقہ ہیں تو انہی میں سے ہی ایک عبداللہ صفار بھی ہیں، وہ اگر متفرد بھی مانے جائیں جیسا کہ ان کا تفرد ثابت کیا جاتا ہے، تو بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ثقہ راوی کا تفرد مضرّ نہیں ہوتا ۔

اس کے ایک راوی محمد بن فضل السدوسی کے بارے میں امام ابن حبان نے لکھا ہے کہ آخر عمر میں آکر ان کے حافظہ میں اختلاط آگیا تھا، لیکن امام دارقطنی جیسے زبردست نقّاد نے لکھا ہے کہ آخر عمر میں ان کا حافظہ تو کچھ متغیّر ہوگیا تھا لیکن :

(مَاظَهَرَ لَهُ بَعْدَ اِخْتِلاَطِ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ وَ هُوَ ثِقَةٌ) .(62)

''اختلاط کے بعد بھی ان سے کوئی منکر حدیث ظاہر نہیں ہوئی، جبکہ وہ ثقہ ہیں''

60) بیھقی:۷۳/۲ :اورانھوں نے اسکے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے ۔

61) التلخیص:۲۱۹/۱/۱ .

میزان الاعتدال میں علاّمہ ذہبی نے بھی امام دارقطنی کا یہ قول نقل کیا ہے اور اس پر موافقت کی ہے، بلکہ امام دارقطنی کی تائید میں لکھا ہے کہ وہ حافظ العصر تھے، اور امام نسائی کے بعد ان جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا، اور امام ابن حبان کوئی ایک حدیث بھی ایسی ثابت نہیں کرسکے جو کہ منکر ہو، لہذا ان کی اس جرح کو ناقابلِ اعتماد قرار دیا ہے.(63)

اسی طرح سلمی پر جرح بھی ہے اور وہ بھی سخت گیر قسم کے محدّثین کرام میں سے امام ابوحاتم ودارقطنی کی طرف سے، جبکہ وہ جرح بھی غیر مفسَّر ہے، اور اس کے برعکس امام نسائی نے انہیں ثقہ، خطیب بغدادی نے فاھماً متقناً اور خود امام دارقطنی نے صدوق کہہ کر ان کی تعدیل کی ہے.(64)

ایسے میں جرح پر تعدیل مقدّم ہوتی ہے، خصوصاً جبکہ امام طحاوی سے نقل کرتے ہوئے مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی محشّی ہدایہ نے اپنی کتاب شرح مسند ابی حنیفہ میں لکھا ہے :

(اَلتَّعْدِيْلُ عِنْدَنَا مُقَدَّمٌ عَلٰى الْجَرْحِ كَمَا نَقَلَهُ الطَّحَاوِيُّ).(65)

''ہمارے نزدیک جرح سے تعدیل مقدّم ہے، جیسا کہ امام طحاوی نے نقل کیا ہے''۔

غرض مجموعی طور پر یہ حدیث صحیح وقابلِ حجت ہے اور اس پر کوئی اعتراض وزنی و لائقِ التفات نہیں ہے۔اس کی تائید سنن کبریٰ بیھقی کی اگلی ہی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں عبدالرزاق کہتے ہیں :

62) المیزان بحوالہ التحقیق الرّاسخ (۷۰۸).

63) حوالۂ سابقہ .

64) المیزان ایضاً .

((أَخَذَ أَهْلُ مَكَّةَ الصَّلٰوةَ مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخَذَ ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ عَطَاءٍ وَ أَخَذَ عَطَاءُ مِنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَخَذَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَ أَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ)).

''اہلِ مکہ نے نماز کا طریقہ ابن جریج ؒ سے سیکھا، ابن جریج ؒ نے امام عطاءؒ سے اخذ کیا، امام عطاءؒ نے حضرت ابن زبیر ؓ سے حاصل کیا، اور حضرت ابن زبیر ؓ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے نقل کیا اور حضرت ابو بکر ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے سیکھا''.

عبدالرزاق سے بیان کرنے والے راوی سلمہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے ہمیں جو عبدالرزاق سے روایت پہنچائی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ جِبْرِيْلَ ، وَأَخَذَ جِبْرِيْلُ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَ تَعَالىٰ)).(66)

''اور نبی ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نماز کا طریقہ حاصل کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پایا''.

اس حدیث کی سند بھی صحیح وقابلِ حجت ہے. علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں اس حدیث کو قدرے مختلف الفاظ سے نقل کیا ہے، اور اس پر کوئی نقد وجرح نہیں کی .(67)

(مَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ صَلٰوةً مِنَ ابْنِ جُرَيْجٍ رَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَأَخَذَ ابْنُ جُرَيْجٍ صَلٰوتَهُ عَنْ عَطَاءٍ ...... الخ).

''میں نے ابن جریج سے بہتر نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں پایا، میں نے دیکھا ہے کہ وہ نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر

65) شرح مسند ابی حنیفہ (ص:٦٣)، بحوالہ التحقیق الرّاسخ ایضاً .

66) بیہقی :٧٣/٢، ٧٤ .

اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے، اور ابن جریج ؒ نے نماز کا طریقہ امام عطاءؒ سے سیکھا تھا...الخ''.

امام بیہقی نے اس کے تمام راویوں کو بھی ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کا مجموعی مفاد یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ، حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیق وابن زبیر رضی اللہ عنہما، امام عطاء وابن جریج رحمہما اللہ، ایسے ہی ایوب سختیانی، حمّاد بن زید اور ابوالنعمان محمد بن فضل اور تمام راوی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کیا کرتے تھے، اور حضرت ابو بکر الصدّیق ؓ وہ جلیل القدر صحابی ہیں، جو قدیم الاسلام ہونے کے علاوہ سفر وحضر میں نبی ﷺ کے ساتھی اور معروف یارِ غار ہیں۔ اور وہ بھی نبی ﷺ سے رفع یدین کی سنت کو :[کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ] ''آپ ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے'' کے الفاظ سے روایت کررہے ہیں، اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ یہ اندازِ بیان یا ان صیغوں کا استعمال اُس فعل کے لئے ہوتا ہے جو مسلسل کیا جاتا رہا ہو، جس میں نسخ واقع نہ ہوا ہو۔ اور پھر اگر رفع یدین منسوخ ہو گئی ہوتی تو ایسے روز مرّہ کے پیش آنے والے فعل کے منسوخ ہونے کی انہیں اطلاع ضرور ہو جاتی، اور وہ ماضی اُستمراری کا صیغہ استعمال نہ فرماتے .

چھٹی دلیل :

اسی سلسلہ کی چھٹی دلیل وہ حدیث ہے جو جزء رفع الیدین امام بخاری، ابوداؤد وابن ماجہ، صحیح ابن خذیمہ، دارقطنی وبیہقی، طحاوی، ترمذی، نسائی اور مسند امام احمد میں خلیفۂ چہارم امیرالمؤمنین حضرت علی ؓ سے مروی ہے، جس میں وہ نبی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں :

((أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ يَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضىٰ قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ

67) نصب الرایۃ: ٤١٧/١ .

أَنْ يَّـرْكَـعَ وَيَصْنَعُهُ اِذَا فَرَغَ وَ رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرفَعُ يَدَيْـهِ فِيْ شَـيءٍ مِّـنْ صَـلٰـوتِـهٖ وَهُوَ قَـاعِدٌ وَ اِذَا قَـامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَ كَبَّرَ ...الخ).(68)

’’آپ ﷺ جب فرض نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اَللّٰـهُ أَكْبَرْ کہتے ہوئے دونوں کندھوں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے اور جب آپ ﷺ قراءت سے فارغ ہوتے اور رکوع کرنا چاہتے، اس وقت بھی ایسا ہی کرتے اور جب آپ ﷺ رکوع سے فارغ ہو کر اٹھتے تو اس وقت بھی ایسے ہی کرتے اور نماز میں بیٹھے بیٹھے آپ ایسا نہیں کرتے تھے، اور جب آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد تیسری کیلئے کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی تکبیر کے ساتھ اسی طرح رفع یدین کیا کرتے تھے‘‘۔

اس حدیث کے ایک راوی عبد الرحمٰن بن ابی الزنا مختلف فیہ راوی ہیں، جبکہ ایسے رواۃ کی روایت کو مانعینِ رفع الیدین نے حسن کہا ہے۔ اور میـزان الاعتدال (۱۱۱۱/۲) میں علاّمہ ذہبی نے بھی انہیں لیّن الحدیث قرار دیا ہے، اور امام احمد نے اگرچہ اس راوی کو مضطرب الحدیث کہا، لیکن اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے.

تو گویا بعض دیگر طرُق کی بناء پر امام صاحب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، بہرحال یہ حدیث صحیح ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے ماضیٔ استمراری کے صیغہ سے بیان کررہے ہیں، جو اس سنت کے منسوخ نہ ہونے کی واضح دلیل ہے .

68)ابو داؤد:۴۴۲/۳، ترمذی :۱۰۰/۳ابالاشارہ و ۳۸۰/۹مطولاً، صحیح ابنِ ماجہ ۱۴۳/۱،ابنِ خذیمہ :۲۹۴/۱،اعظمی نے اسے حسن قرار دیاہے، بیھقی:۷۴/۲،۷۵،دار قطنی :۲۸۷/۱/۱،صاحب التعلیق المغنی نے امام احمد سے اس حدیث کے صحیح ہونے کا قول نقل کیاہے،الفتح الربّانی شرح مسند احمد:۱۶۴/۳،۱۶۵،جزء رفع الیدین امام بخاری (ص:۲۹،۳۹)التلخیص الحبیر:۲۱۹/۱/۱،انھوں نے

ساتویں دلیل :

رکوع سے قبل اور بعد رفع یدین کو سنّت قرار دینے والوں کی ساتویں دلیل وہ حدیث ہے جو جزء رفع الیـدین امام بخاری،ابن ماجہ،صحیح ابن خذیمہ و دار قطنی اور الخلافیات بیھقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں :

((اِنَّ النَّـبِيَّ ﷺ كَـانَ يَـرْفَـعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِيْ الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ)).(69)

’’نبی ﷺ نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے‘‘.

اس حدیث کو نقل کرکے علاّمہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں لکھا ہے کہ الشیخ نے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ اور الخـلافیـات میں امام بیہقی نے ابن خذیمہ کی طرح اسے روایت کیا ہے اور اس میں : ((اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ)) کے الفاظ بھی ہیں.(70)

یہی باتیں علاّمہ شمس الحق عظیم آبادی نے التعـلیـق الـمغنی علی الدار قطنی میں بھی لکھی ہیں.(71)

امام بخاری کا اسے جـزء رفع الیـدیـن میں مرفوعاً لانا بھی اس حدیث کی صحت وسلامتی کا ضامن ہے، اور دورِ حاضر کے معروف محدّث علاّمہ البانی نے اسے سنن ابن ماجہ کی قِسمِ صحیح میں نقل کیا ہے اور مجمع الزوائد میں علاّمہ ہیثمیؒ نے بھی

امام احمد سے اس حدیث کے صحیح ہونے کا قول نقل کیا ہے۔ نصب الـرایۃ :۴۱۲/۱، زیلعی نے امام احمد وترمذی سے اس حدیث کے صحیح ہونے کا قول نقل کیا ہے .

69)جزء رفع الیدین (ص:۳۹)نمبر:۸،۲۰،۶۵،۷۴،۱۰۱مرفوعاً و موقوفاً،دار قطنی :۲۹۰/۱/۱،انھوں نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فعل ہونا صحیح قرار دیا ہے،صحیح ابنِ ماجہ:۱۴۳/۱،نصب الرایۃ :۴۱۳/۱، مجمع الزوائدللھیثمی.

اس کے راویوں کو بخاری ومسلم کے راوی قرار دیا ہے .(72)

امام طحاوی ودارقطنی نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح تر قرار دیا ہے کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنا فعل ہے .

ان کا اسے موقوف قرار دینا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ دار قطنی میں رکوع جاتے اور رُکوع سے سر اٹھاتے وقت والے رفع یدین کے علاوہ سجدہ کے وقت کے رفع یدین کا بھی ذکر ہے، جبکہ جزء امام بخاری میں یہ الفاظ نہیں ہیں. اس لئے انھوں نے کوئی جرح نہیں کی، اور نہ ہی یہ الفاظ نسائی و ابن خزیمہ میں ہیں۔

لہٰذا یہ مرفوعاً ہی صحیح ہے اور اگر بالفرض موقوف بھی مان لیا جائے، تو بھی یہ حکماً مرفوع ہی ہوگا، کیونکہ نماز میں کسی چیز کی زیادتی اجتہاد سے جائز نہیں۔ لہٰذا اِس اعتبار سے بھی یہ حدیث مرفوع ہی ہے۔

جزء رفع الیدین امام بخاری اور سنن ابن ماجہ میں رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر نہیں آیا جسے اختصار پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ دوسرے محدثین نے اسے مکمل ذکر کیا ہے۔ اور ایسی صورت میں کسی کے یہاں کسی امر کا مذکور نہ ہونا ،اس کے عدم کی دلیل نہیں ہوسکتا، جیسا کہ ماہرینِ علمِ حدیث کا قاعدہ ہے .(73)

یہاں یہ بات بطورِ خاص نوٹ کی جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ رکوع سے قبل و بعد رفع یدین کے قائل و فاعل رہے، اور یہ ایک معروف تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں، جنہیں مدینہ طیبہ میں دس سال تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرنے کا موقع وشرف ملا تھا، اور نبی ﷺ کی مدنی زندگی معروف ہے کہ دس ہی سال تھی، تو گویا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی زندگیٔ مبارک کے آخر تک آپ ﷺ کی خدمت کی اور انکا رفع یدین کرنا اور اس سنّت کو

70) نصب الرایۃ ایضاً: ۴۱۳/۱ .

71) التعلیق المغنی: ۲۹۰/۱/۱ .

بیان کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ سنت منسوخ ہرگز نہیں ہوئی، ورنہ اُن جیسے ملازمِ صحبت سے یہ بات مخفی نہ رہتی .

آٹھویں دلیل :

قائلینِ رفع یدین کی آٹھویں دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابی داؤد، ابن ماجہ اور العلل دار قطنی میں موصولاً اور جزء امام بخاری میں تعلیقاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں :

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلوٰةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ اِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ لِلسُّجُوْدِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ)). (74)

”نبی ﷺ جب نماز کے شروع میں اللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے تو کندھوں تک دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے، تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سجدہ کرنے کے لئے اٹھتے، تب بھی ایسا ہی کرتے، اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے، تب بھی ایسا ہی کرتے تھے“ .

سنن ابی داؤد کی سند کے بارے میں علاّمہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں لکھا ہے کہ بقول الشیخ فی الامام :اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں اور یہی بات حافظ ابن حجرؒ نے التلخیص میں کہی ہے۔(75)

یہ حدیث بھی[كَانَ اِذَا] کے صیغۂ استمرار ودوام سے مروی ہے، جو عدمِ نسخ کی دلیل ہے.

72) المجمع ۱۸۲/۱ بحوالہ التحقیق الراسخ ص:(۸۸).

73) التحقیق الراسخ ص:(۸۹) .

نویں دلیل :

رکوع سے قبل وبعد رفع یدین کی نویں دلیل وہ حدیث ہے جو جزء امام بخاری میں تعلیقاً اور سنن ابن ماجه والخلافیات بیهقی میں موصولاً ہے۔ اس میں ابوزبیر بیان کرتے ہیں:

((اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ)).(76)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تب بھی ایسے ہی کرتے اور کہتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے''۔

امام زیلعیؒ نے نصب الرایه میں اس حدیث کے بارے میں امام بیہقی کے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں:

(وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رُوَاتُهُ عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ).

''یہ صحیح حدیث ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں''۔

اور اس حدیث پر کوئی تعاقب نہیں کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے ۔

دسویں دلیل :

اسی سلسلہ کی دسویں دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابی داؤد و بیهقی

74) ابو داؤد:۴۳۵/۲ ،صحیح ابن ماجه:۱۴۲/۱ ،جزء امام بخاری ص:(۴۶) .
75) نصب الرایه:۴۱۴/۱ ، التلخیص :۲۱۹/۱/۱ .

میں ہے اور پہلے ذکر کی گئی احادیث کی شاہد و مؤید ہے، اس میں میمون مکیؒ بیان کرتے ہیں :

((أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَصَلّٰى بِهِمْ يُشِيْرُ بِكَفَّيْهِ حِيْنَ يَقُوْمُ وَ حِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ وَحِيْنَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُوْمُ فَيُشِيْرُ بِيَدَيْهِ)).

''انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ انھوں نے انہیں نماز پڑھائی ، وہ کھڑے ہوتے وقت، رکوع جاتے وقت، سجدہ کرتے وقت (یعنی رکوع سے اٹھ کر) اور (تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے''۔

آگے میمون مکیؒ فرماتے ہیں:

''میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف گیا اور ان سے جا کر کہا کہ میں نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو ایسے نماز پڑھتے دیکھا ہے جس طرح نماز پڑھتے میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر میں نے انہیں اس اشارہ (یعنی رفع یدین) کی بات بتائی''

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا :

((اِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاقْتَدِ بِصَلٰوةِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ)).(77)

''اگر تم نبی ﷺ کی نماز دیکھنا چاہو تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی نماز کی اقتداء کرو''۔

اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ معروف متکلّم فیہ راوی ہیں، جن کے

76) صحیح ابن ماجه:۱۴۲/۱ ، جزء رفع الیدین امام بخاری ص:(۴۷)، نصب الرایه :۴۱۴/۱.
77) صحیح ابو داؤد للألبانی:۱۴۲/۱ ومع العون :۴۳۵/۲_۴۳۶،بیهقی :۷۳/۲،

بارے میں امام احمدؒ نے لکھا ہے:

(اِحۡتَرَقَتۡ کُتُبُهٗ). ’’ان کی کتابیں جل گئی تھیں‘‘.

آگے انہیں صحیح الکتاب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :

(وَمَنۡ کَتَبَ عَنۡهُ فَسِمَاعُهٗ صَحِیۡحٌ).

’’جس نے ان سے اس سے قبل لکھا تھا ان کا سماع صحیح ہے‘‘.

ابن معین نے غیر قوّی کہا اور وکیع ، یحیٰ القطان اور ابن مہدی نے انہیں ترک کر دیا تھا، اور حافظ ابن حجرؒ نے التقریب میں صدوق از طبقۂ ہفتم لکھا ہے، اور بتایا ہے کہ کتب کے جل جانے کے بعد ان کے حافظہ میں اختلاط آ گیا تھا............اور لکھتے ہیں :

(وَلَهٗ فِي مُسۡلِمٍ بَعۡضُ شَيۡءٍ مَقۡرُوۡنٌ).(78)

’’صحیح مسلم میں دیگر روایات سے مقرون ان کی بعض روایات موجود ہیں‘‘

اگر اس سند کے راوی ابن لہیعہ کو مانعین رفع یدین کے بعض علماء کی طرز پر بھی لیا جائے، تو ایسے مختلف فیہ راوی کی روایت کم از کم حسن درجہ کی ہوتی ہے۔ اور اس کے راوی میمون مکّیؒ کو بھی مجہول قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ سند تو ضعیف ہے .اور پھر زیادہ سے زیادہ اس سند پر کلام والی بات رہ جاتی ہے، ورنہ حدیث میں واردرفع یدین کی تائید تو دوسری صحیحین اور دیگر کتب کی احادیث سے بھی ہوتی ہے.

یہی وجہ ہے کہ علاّمہ البانی نے اسے صحیح سنن ابی داؤد میں وارد کیا ہے، اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث میں جو ((حِیۡنَ یَسۡجُدُ)) کے الفاظ آئے ہیں، تو ان سے مراد بوقتِ سجدہ رفع یدین نہیں بلکہ رکوع کے بعد اٹھ کر سجدہ کرنے سے پہلے پہلے اور کھڑے کھڑے رفع یدین مراد ہے، جیسے عام احادیث میں رکوع کے بعد رفع یدین

التلخیص ۱/۱/۲۱۹، نصب الرایہ :۱/۴۱۳، امام ابوداؤد نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے اور علاّمہ

کہا گیا ہے، اور ((وَحِیۡنَ یَنۡهَضُ لِلۡقِیَامِ)) سے مراد تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونا ہے، جیسا کہ بعض دوسری احادیث میں بھی وارد ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی حدیث کے الفاظ ((وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُوۡدِ)) سے بھی یہی مفہوم لیا جا سکتا ہے.(79)

اِنہی معنوں میں یہ حدیثِ ابن الزبیر ؓ پہلی احادیث کی شاہد و مؤیّد ہو سکتی ہے، ورنہ اس حدیث کے نہ ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ مسئلہ دوسری احادیث سے بھی واضح ہو چکا ہے .

گیارھویں دلیل :

عاملین وقائلین رفع یدین کی گیارہویں دلیل وہ حدیث ہے، جو جزء رفع الیدین امام بخاری میں تعلیقاً اور دار قطنی و بیہقی میں موصولاً حضرت ابوموسیٰ الاشعری ؓ سے مروی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں :

((هَلۡ أُرِیۡکُمۡ صَلٰوةَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَکَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیۡهِ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیۡهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ وَرَفَعَ یَدَیۡهِ ثُمَّ قَالَ: هٰکَذَا فَاصۡنَعُوۡا، وَلَا یَرۡفَعُ بَیۡنَ السَّجۡدَتَیۡنِ)).(80)

’’کیا میں تمہیں نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ نہ دکھلاؤں؟ پھر انھوں نے تکبیر کہی اور رفع یدین کی، پھر اُنہوں نے تکبیر کہی اور رفع یدین کی، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ کہا اور رفع یدین کی، اور پھر فرمایا: اس طرح کیا کرو، اور وہ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے‘‘.

دار قطنی و بیہقی میں یہ حدیث دو الگ الگ طُرق سے مروی ہے

ابن قیّم نے تہذیب السنن میں اسے صحیح قرار دیا ہے .

78)التقریب (ص:۲۸۴)، وخلاصة الخزرجی بحوالہ عون المعبود ۲/۴۳۶ .

اور نصب الرایہ میں علاّمہ زیلعیؒ نے الشیخ کی کتاب الامـــــام سے نقل کیا ہے کہ یہ دونوں ہی روایتیں مرفوع ہیں، اور علاّمہ موصوف نے لکھا ہے کہ اسے ابن مبارک نے حمّاد بن سلمہ سے بیان کیا ہے اور اسے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر موقوف قرار دیا ہے، جبکہ امام بخاری ودارقطنی جیسے کبار محدّثین نے اسے مرفوعاً ہی بیان کیا ہے اور یہ سند بھی صحیح ہے، حتّٰی کہ علاّمہ انور شاہ کشمیری نے العـرف الشذیٰ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے .(81)

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے اور یہ سنت منسوخ نہیں کی گئی.

بارھویں دلیل :

قائلین وفاعلینِ رفع یدین کی بارھویں دلیل سـنـن کبـریٰ بیھـقـی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں :

((صَـلَّیْـتُ خَـلْفَ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فَكَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ)).(82)

’’میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے‘‘.

79)نیز دیکھیئے: التحقیق الراسخ (ص:۶۱/۵۹).

80) جزء رفع الیدین امام بخاری، بیھقی، دار قطنی .

81)العرف الشذیٰ علاّمہ کشمیری، (ص:۱۲۵)بحوالہ التحقیق الراسخ، (ص:۹۲) .

82)بیھـقـی ۲/۷۳۔التلـخیـص ۱/۱/۲۱۹ حافظ ابن حجر نے اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے، جزء

تیرھویں دلیل :

اسی سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جـزء رفـع الیـدیـن امام بخاری میں تعلیقاً اور دارقطنی کی غـرائب الامام مالك اور سـنـن کبریٰ بیھقی میں موصولاً بھی ایک حدیث ہے، جسے امام حاکم سے نقل کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے بھی محفوظ قرار دیا ہے .(83)

دیگر دلائل :

ایسے ہی سـنـن کبریٰ بیھقی اور مستـدرك حاکم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بھی ہے .(84)

اس موضوع کی اور بھی بہت ساری احادیث بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، جن کی تعداد پچاس (۵۰) تک پہنچ جاتی ہے، جن میں سے اڑتالیس (۴۸) کے نام بھی ہم نے ذکر کر دیئے ہیں، جبکہ علاّمہ فیروز آبادیؒ نے توسـفـر السعـاده میں چارسو (۴۰۰) روایات کے ملنے کا تذکرہ کیا ہے، جیسا کہ ان کا مکمل قول ذکر کیا جا چکا ہے .

مختصر یہ کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین والی حدیث صحیح وثابت ہے، بعض روایات کی اسانید پر کلام تو ممکن ہے، لیکن اس موضوع کی صحیح احادیث بھی اتنی ہیں کہ من حیث المجموع اصل حدیث کو ہرگز نہیں جھٹلایا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ علاّمہ عبدالحیٔ لکھنویؒ نے [باوجود حنفی ہونے کے] اس بات کا اعتراف السعـایـه حاشیه شرح وقایه میں یوں کیا ہے :

(وَالْحَقُّ أَنَّهٗ لَا شَکَّ فِيْ ثُبُوْتِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالـرَّفْـعِ مِـنْـهُ عَـنْ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَثِیْرٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ

سبکی (ص:۹۰) مع جزء امام بخاری، وتاریخ الخلفاء (ص:۴۰) بحوالہ صراطِ مستقیم اور اختلاف امت (ص:۲۰۹).

بِالطُّرُقِ الْقَوِیَّةِ وَ الْأَخْبَارِ الصَّحِیْحَةِ.(85)

''اور حق بات یہ ہے کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کے قوی طُرق اور صحیح اسانید والی احادیث کے ساتھ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے بکثرت صحابہ ﷺ سے ثابت شُدہ ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے''.

آثارِ خلفاء وصحابہ رضی اللہ عنہم

مذکورہ مرفوع احادیث کے علاوہ اس موضوع پر صحابہ ؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار بھی بکثرت ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب بھی رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔ اور یہ بات بھی اس امر کی دلیل ہے کہ یہ سنّت صحیح وثابت ہے، منسوخ نہیں ہوئی .

چنانچہ اس سلسلہ میں علّامہ فیروز آبادی کے بقول تو چار سو اَحادیث وآثار ہیں، جن میں سے پچاس صحابہ ؓ کی تعداد تو بعض کبار محدّثین کرامؒ کے یہاں معروف ہے، اوران میں سے اڑتالیس کے اسماء گرامی ہم نے مختلف کتب کے حوالہ سے ذکر کیئے ہیں، جن سے رفع یدین کی حدیث مرفوعاً مروی ہے۔ اورانہی میں سے چند صحابہ ؓ کی مرویات پیش بھی کی ہیں، اوران صحابہ ؓ کا اپنا عمل بھی اپنی مروی حدیث کے مطابق رفع یدین کرنے کا ہی تھا، جیسا کہ ان کے بارے میں مروی آثار سے پتہ چلتا ہے۔ آیئے اب بعض صحابہ ؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور آئمہؒ کے آثار کا بھی مطالعہ کریں۔

83)جزء بخاری (ص:۴۶)، بیہقی:۲/۷۴، التلخیص:۱/۱/۲۱۹، نصب الرایہ:۱/۴۱۵، ۴۱۶

آثارِ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم

اثرِ اوّل :

نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدّیق ؓ سے مروی دو مرفوع احادیث تو پیش کی جا چکی ہیں، جن میں نبی ﷺ کے رکوع سے قبل اور بعد رفع یدین کرنے کا ذکر وارد ہوا ہے۔ جبکہ سنن کبریٰ بیہقی میں خود حضرت ابوبکر صدّیق ؓ کے بارے میں بھی حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ فرماتے ہیں :

((**صَلَّیْتُ خَلْفَ أَبِيْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ فَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ**)).(86)

''میں نے حضرت ابوبکر الصدّیق ؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز کے شروع اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے''.

اثرِ ثانی :

اسی طرح خلیفہ دُوم امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق ؓ سے مروی مرفوع حدیث کی طرف اشارہ بھی گزر چکا ہے، اور دار قطنی کی غرائب الامام مالك اور سنن کبریٰ بیہقی میں ان کے بارے میں بھی اسی طرح مروی ہے کہ وہ بھی نماز کے شروع میں اور رکوع سے قبل وبعد رفع یدین کیا کرتے تھے.(87)

حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہما سے بھی نبی ﷺ کا رفع یدین کرنا مروی ہے، جیسا کہ حضرت علی ؓ سے مروی حدیث ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور

84)بیہقی ۲/۷۷، التلخیص :۱/۱/۲۲۰ حافظ ابن حجر نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے .

85)السعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل (ص:۲۱۳)، وبحوالہ التحقیق الراسخ (ص:۹۲) .

ان کا ذاتی عمل بھی یقیناً نبی ﷺ کے عملِ مبارک کے مطابق ہی تھا،لیکن خاص اس سلسلہ میں ان کا اثر ہمیں دستیاب نہیں ہوا،اور یہی کیا کم ہے کہ علاّمہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں لکھا ہے :

(فَلَارَیْبَ أَنَّ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ کَانُوْا أَعْلَمُ بِصَلوٰۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ...... وَلَا یَظُنُّ عَاقِلٌ أَنَّ أَکَابِرَ الصَّحَابَۃِ وَ التَّابِعِیْنَ وَأَکْثَرَ أَھْلِ الْعِلْمِ کَانُوْا یُوَاظِبُوْنَ عَلیٰ خِلَافِ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَفْعَلُہٗ).(88)

’’اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ خلفاء راشدین ؓ نبی ﷺ کی نماز کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے......اور کوئی صاحبِ عقل یہ گمان بھی نہیں کرسکتا کہ کبار صحابہ وتابعین اور اکثر اہلِ علم،سنتِ رسول ﷺ کی مسلسل خلاف ورزی کرتے رہے ہوں‘‘.

عام صحابہء کرام ؓ کے آثار

خلفاءِ راشدین کے علاوہ عام صحابۂ کرام ؓ میں سے بھی متعدد صحابہ کرامؓ کے آثار ثابت ہیں.

اثرِ ثالث :

امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق ؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیحین اور دوسری تمام ہی کتب والی حدیث میں نبی ﷺ کے رفع یدین کرنے کا ذکر تو گزر گیا ہے، جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں جزء رفع الیدین امام بخاریؒ میں حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں :

((اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا اسْتَقْبَلَ الصَّلوٰۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ،

86) بیہقی:۲/۷۳،۷۴ .

قَالَ: وَاِذَا رَکَعَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ، وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ کَبَّرَ)).(89)

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، اور دو رکعتوں کے بعد جب اُٹھتے [تو بھی رفع یدین کرتے اور] تکبیر کہتے‘‘.

امام بخاریؒ نے اس سے اگلا ہی اثر حضرت نافعؒ سے یہ نقل کیا ہے، جسے امام حمیدیؒ نے بھی روایت کیا ہے :

((اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَ اِذَا رَأَی رَجُلاً لَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَمَاہُ بِالْحَصٰی)).(90)

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی ایسے شخص کو دیکھتے جو رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرتا، تو وہ اسے کنکر مارتے تھے‘‘.

اثرِ رابع :

جزء رفع الیدین امام بخاری اور صحیح ابن حبان میں نبی ﷺ سے رکوع سے قبل وبعد رفع یدین نقل کرنے والے معروف صحابی حضرت مالک بن حویرثؓ کے بارے میں خالد بیان کرتے ہیں :

(أَنَّ أَبَا قِلَابَۃَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ).

87) تخریج گزر گئی ہے .

88) نصب الرایۃ زیلعی ۱/۱۷۸، بحوالہ التحقیق الرّاسخ (ص:۳۸) .

89) جزء رفع الیدین امام بخاری مع اردو ترجمہ (ص:۴۲)، اور حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں : [رَفْعُ الْیَدَیْنِ مِنْ زِیْنَۃِ الصَّلوٰۃِ](فتح الباری ۲/۲۱۸.) ’’ رفع یدین کرنا نماز کی

"حضرت ابوقلابہؒ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

آگے چل کر وہ بیان کرتے ہیں:

((وَذَكَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ)).(91)

"اور انھوں نے حضرت مالک بن حویرث ﷛ سے یہ عمل ذکر کیا ہے"۔

جبکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوقلابہؒ بیان فرماتے ہیں:

((أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ)).(92)

"انھوں نے حضرت مالک بن حویرث ﷛ کو دیکھا کہ وہ جب نماز پڑھتے تو اللّٰہُ أَكْبَر کہتے اور رفع یدین کرتے، اور جب رکوع کرنے لگتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے"۔

اثرِ خامس:

نبی ﷺ سے رفع یدین کی روایت بیان کرنے والے ایک صحابی حضرت ابوحمید ساعدی ﷛ بھی ہیں، اُن سے مروی حدیث تفصیلی تخریج اور حوالوں کے ساتھ ہم ذکر کر چکے ہیں، جس میں بعض کُتبِ حدیث کی رو سے وہ دس صحابۂ کرام کے مابین نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ بتاتے ہیں۔ اس میں وہ رُکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کر کے بھی دکھلاتے ہیں .(93)

زینت سے ہے"۔

90) مسند حمیدي (ص:۱۷۷)، التمهید:۹/۲۲۴ طبع مراکش ، وجزء امام بخاری ایضاً

91) جزء رفع الیدین (ص:۶۳)، الاحسان:۵/۱۹۱.[صحیح ابنِ حبّان].

اثرِ سادس:

نبی ﷺ کے راویٔ رفع یدین حضرت انس بن مالک ﷛ کی مرفوع حدیث بیان کی جا چکی ہے، جبکہ خود ان کے اپنے عمل کے بارے میں عاصم الاحولؒ بیان کرتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷛ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ كُلَّمَا رَكَعَ وَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ)).(94)

"میں نے حضرت انس بن مالک ﷛ کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت اللّٰہُ أَكْبَر کہتے اور رفع یدین کرتے اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے"۔

اثرِ سابع:

نبی ﷺ کے راویٔ رفع یدین حضرت ابوہریرہ ﷛ کی مرفوع حدیث بھی ذکر کی جا چکی ہے، جبکہ ان کے اپنے عمل کے بارے میں جزء امام بخاری میں عبدالرحمٰن اعرجؒ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّهُ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ)).(95)

"وہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے اور رکوع جاتے اور رُکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے"۔

اسی سلسلہ میں اس سے ملتا جلتا ایک اثر جزء امام بخاری میں ہی امام عطاءؒ سے بھی مروی ہے، جس میں حضرت ابوہریرہ ﷛ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے .(96)

---

92) تخریج گزر گئی ہے ۔

93) جزء البخاری (ص:۳۸)، تفصیلی تخریج گزر گئی ہے ۔

اثرِ ثامن :

جزء امام بخاری میں تعلیقاً اور سنن دار قطنی و بیہقی میں موصولاً راویٔ رفع الیدین حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں :

((هَلْ أُرِيكُمْ صَلوٰةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ؟

''کیا میں تمہیں نبی ﷺ کی نماز نہ دکھلاؤں؟''۔

پھر جو نماز پڑھ کر دکھلائی، اس کے بارے میں راوی کہتے ہیں :

(فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ).

''انھوں نے تکبیر کہی اور رفع یدین کی، پھر تکبیر کہی اور رکوع جاتے وقت رفع یدین کی اور پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا اور رفع یدین کی''۔

پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا :

((هٰكَذَا فَاصْنَعُوْا، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)).(97)

''اس طرح کیا کرو، اور دوسجدوں کے درمیان وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے''۔

اثرِ تاسع :

اسی سلسلہ میں ہی ایک اثر جزء رفع الیدین امام بخاری میں نبی ﷺ کے راویٔ رفع یدین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، جس میں ابوحمزہؒ بیان کرتے ہیں:

((رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَيْثُ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ)).(98)

''میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ تکبیر کہتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی

94)جزء امام بخاری (ص:۴۴، ۶۵، ۶۸، ۷۹)۔

رفع یدین کرتے تھے''۔

ایک دوسرا اثر بھی جزء امام بخاری میں ہی ہے، اس میں امام طاؤسؒ فرماتے ہیں :

((إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلوٰةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاسْتَوٰى قَائِماً فَعَلَ ذٰلِكَ)).(99)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہوجاتے تب بھی ایسے ہی [رفع یدین] کرتے تھے''۔

اثرِ عاشر :

امام احمد بن حنبلؒ کے فرزند ارجمند امام عبداللہؒ اپنے والدِ گرامی کے افادات پر مشتمل کتاب مسائل الامام احمد میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا :

((مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الصَّلوٰةِ لَهٗ بِكُلِّ إِشَارَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ)).(100)

''جس نے نماز میں رفع یدین کی، اسے ہر اشارے کے عوض دس نیکیاں ملیں گی''۔

یعنی ایک مرتبہ رفع یدین کرنے سے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں اوپر کو اٹھتی ہیں، تو ہر انگلی پر ایک نیکی ملتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰه

95)جزء امام بخاری (ص:۴۴) ۔ 96)جزء امام بخاری (ص:۴۵) ۔

97)تخریج گزر گئی ہے ۔

98)جزء امام بخاری (ص:۴۵) ۔

آثارِ صحابیات رضي اللہ عنہن

اثرِ حادی عشر :

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ رفع یدین تو بعض صحابیات رضی اللہ عنہن سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ جزء امام بخاری میں حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کے بارے میں عبدربہ فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہا **تَرْفَعُ یَدَیْھَا فِي الصَّلوٰۃ حَذْوَ مَنْکِبَیْھَاحِیْنَ تَفْتَتِحُ الصَّلوٰۃَ وَحِیْنَ تَرْکَعُ،فَإِذَا قَالَتْ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَفَعَتْ یَدَیْھَا وَقَالَتْ:رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ).(101)**

''میں نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ نماز کے آغاز میں دونوں کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھاتی تھیں اور رکوع جاتے وقت بھی اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتیں،تب بھی رفع یدین کرتیں اور رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتی تھیں''۔

اس اثر کو بیان کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں :

(وَنِسَآءُ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ھُنَّ أَعْلَمُ مِنْ ھٰؤُلَآءِ حِیْنَ رَفَعْنَ أَیْدِیَھُنَّ فِيْ الصَّلوٰۃِ).(102)

''نبی ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیویاں بھی ان [مانعین رفع یدین] سے زیادہ علم والی تھیں، کیونکہ وہ نماز میں رفع یدین کرتی تھیں''۔

99)جزء امام بخاری (ص:۴۳).

100) فتح الباری ۲۱۸/۲۔ التمہید۲۲۵/۹۔ التلخیص۲۲۰/۱/۱،صفة الصلوٰۃ للالبانی

اِجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اس موضوع کے کتنے ہی دیگر آثار بھی کئی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔لیکن یہاں ہم انہی گیارہ آثار پر اکتفاء کرتے ہوئے اتنا کہے جاتے ہیں کہ تمام ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع الیدین میں، جہاں حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث بیان کی ہے، جس میں مذکور ہے کہ جب وہ دوبارہ ایک مرتبہ سخت سردی کے موسم میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ کپڑوں یا چادروں میں لپٹے تھے،مگر وہ اُسی طرح رفع یدین بھی کرتے تھے۔

اس حدیث کو بیان کر کے امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

(لَمْ یَسْتَثْنِ وَائِلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَداً اِذَاصَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّہٗ لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ).(103)

''حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے کسی ایک بھی صحابی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا کہ جب انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو کسی نے رفع یدین نہ کی ہو''۔

ایسے ہی دو کبار تابعین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور حمید بن ہلال رحمہ اللہ رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے :

((کَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَرْفَعُوْنَ أَیْدِیَھُمْ وَلَمْ

(ص:۴۳/۷)حاشیہ .

101)جزء امام بخاری (ص:۴۵/۴۶).

102)جزء امام بخاری (ص:۴۶) .

يَسْتَثْنِيَا أَحداً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ دُوْنَ أَحَدٍ)).(104)

’’نبی ﷺ کے صحابہ ؓ رفع یدین کیا کرتے تھے اور انھوں نے بھی کسی ایک بھی صحابی کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا‘‘۔

ایک جگہ امام بخاری ؒ فرماتے ہیں :

(وَ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَلَيْسَ أَسَانِيْدُهُ أَصَحُّ مِنْ رَفْعِ الأَيْدِي).(105)

’’نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک بھی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو، اوران کی اسانید رفع یدین کرنے کا پتہ دینے والے آثار سے زیادہ صحیح نہیں ہیں‘‘۔

ایک دوسری جگہ امام بخاری ؒ لکھتے ہیں :

(وَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ النَّظَرِ مِمَّنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْهُمْ عَبْدُاللّٰهِ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَيَحْيٰ بْنُ مُعِيْنٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ هٰؤُلَآءِ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ زَمَانِهِمْ فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ عِلْمٌ فِيْ تَرْكِ رَفْعِ الأَيْدِيْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ).(106)

’’حجاز وعراق کے وہ اہلِ نظر علماء جنہیں ہم نے پایا ہے، جن میں سے ہی عبداللہ، علی بن عبداللہ بن جعفر، یحیٰ بن معین، احمد بن حنبل اور

103) جزء امام بخاری (ص:۴۹).

اسحاق بن راہویہ بھی ہیں، یہ اپنے وقت کے اساطینِ علم ہیں ۔ان میں سے کسی کے یہاں بھی ترک رفع یدین کی کوئی حدیث واثر ہرگز ثابت نہیں ہے، نہ نبی ﷺ کے بارے میں اور نہ ہی کسی صحابی کے بارے میں کہ وہ رفع یدین نہ کرتے ہوں‘‘۔

انہی وجوہات کی بناء پر امام بخاریؒ نے ان الفاظ میں گویا رکوع سے قبل وبعد والے رفع یدین اور تکبیرِ تحریمہ والے رفع یدین کے بارے میں صحابہ کرام ؓ کا اجماع ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ سب ان تینوں مواقع پر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

آثارِ تابعین ؒ وتبع تابعین ؒ

جب کسی مسئلہ پر اتنی صحیح وصریح اور مرفوع احادیث شاہد ہوں اور صحابہ کرام ؓ کا ایک طرح کا اجماع بھی ہو، اس کے بارے میں مزید کسی کے آثار واقوال کی ضرورت تو کوئی نہیں رہ جاتی، لیکن طرفِ ثانی کے اطمینان کیلئے قائلین رفع یدین نے بعض آثارِ تابعین کرام وتبع تابعینِ عظام رحمہم اللہ بھی پیش کیے ہیں :

آثارِ امام حسن بصری ؒ وامام ابن سیرین ؒ :

امام حسن بصری ؒ اور امام ابن سیرینؒ رحمہما اللہ کا ایک مشترکہ اثر جزء رفع الیدین میں امام بخاری نے بیان کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

(إِذَا كَبَّرَ أَحَدُكُمْ لِلصَّلٰوةِ فَلْيَرْفَعْ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ وَحِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ).(107)

’’تم میں سے کوئی شخص جب نماز کیلئے تکبیرِ تحریمہ کہے تو اسے چاہیئے کہ تکبیر کہتے وقت رفع یدین کرے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرے‘‘۔

104) جزء امام بخاری (ص:۳۴،۴۸)، نیز دیکھیے: ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵، المحلی ۴/۸۹،

آگے امام ابن سیرینؒ کا قول نقل کیا ہے، جسے امام اثرمؒ نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے :

(هُوَمِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ).(108)

''یہ نماز کی تکمیل کا حصہ ہے''۔

اثرِ امام ابن المبارکؒ :

مشہور تو یہ ہے کہ فقہاءِ کوفہ رفع یدین کے قائلین نہیں ہیں، جبکہ امام ابن المبارکؒ معروف فقہاءِ کوفہ میں سے ہیں، ان کے بارے میں امام بخاریؒ نے لکھا ہے:

(وَكَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَهُوَ أَكْبَرُأَهْلِ زَمَانِهِ عِلْماً فِيْمَا يُعْرَفُ).(109)

''حضرت ابن مبارکؒ رفع یدین کیا کرتے تھے، اور وہ اپنے وقت کے معروف علماء میں سے سب سے بڑے عالم تھے''۔

علمی لطیفہ :

انہی حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا ایک پرُلطف واقعہ امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین میں، امام بیہقی نے سنن کبریٰ (۸۲/۲) میں، امام احمد بن حنبل نے السنہ (ص:۵۹) میں، امام ابن حبان نے الثقات (۱۷/۴) میں، خطیب نے تاریخ بغداد (۴۰۶/۱۳) میں، ابن عبدالبر نے التمہید (۶۶/۵) میں اور ابن قتیبہ نے تأویل مختلف الحدیث میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں امام ابن مبارکؒ کہتے ہیں :

(كُنْتُ أُصَلِّي اِلىٰ جَنْبِ نُعْمَانَ بْنِ ثَابِتٍ فَرَفَعْتُ يَدَيَّ فَقَالَ: اِنَّمَا خَشِيْتُ أَنْ تَطِيْرَ، فَقُلْتُ: اِنْ لَمْ أَطِرْ فِيْ الْأُوْلىٰ

نصب الرایہ ۴۱۶/۱، الدرایہ لابن حجر ۱۵۴/۱، التلخیص ۲۲۰/۱/۱ .

105) جزء رفع الیدین (ص:۶۹)   106) جزء امام بخاری (ص:۵۶) .

لَنْ أَطِرْ فِيْ الثَّانِيَةِ).

''میں نعمان بن ثابت [امام ابوحنیفہؒ] کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا تو میں نے رفع یدین کی، انھوں نے فرمایا: مجھے خدشہ ہوا کہ آپ اُڑنے لگے ہیں، میں نے عرض کیا: جب میں پہلی مرتبہ [تکبیر تحریمہ کے ساتھ] رفع یدین کرنے سے نہیں اُڑا تو دوسری مرتبہ والی رفع یدین سے بھی نہیں اُڑوں گا''۔

امام وکیعؒ فرماتے ہیں :

(رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلىٰ ابْنِ مُبَارَكٍ كَانَ حَاضِرَ الْجَوَابِ، فَتَحَيَّرَ الْآخَرُ).(110)

''اللہ تعالیٰ ابن مبارک پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، وہ بڑے حاضر جواب تھے، ان کے سامنے والا شخص لاجواب ہوگیا''۔

امام بخاریؒ نے یہ واقعہ خود امام ابن المبارکؒ کی زبانی بیان کیا ہے جبکہ بیہقی میں یہ امام وکیعؒ کی زبانی مروی ہے .

آثارِ حضرت نافعؒ وسالمؒ وطاؤسؒ ومجاہدؒ:

تابعین کرام میں سے ہی حضرت نافعؒ، سالمؒ، مجاہدؒ اور طاؤسؒ رحمہم اللہ بھی ہیں جو کہ رکوع کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اس بات کا تذکرہ امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں اور امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین میں کیا ہے(111)

اثرِ حضرت ابوقلابہؒ :

حضرت مالک بن حویرثؓ کے شاگرد حضرت ابوقلابہؒ کے بارے میں اثر ذکر کیا جاچکا ہے، جس میں خالدؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوقلابہؒ رکوع جاتے اور رکوع سے

107) جزء امام بخاری (ص:۵۶) .

108) حوالہ سابقہ و التلخیص ۲۲۰/۱/۱ .

سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے.(112)

امام ترمذیؒ نے قائلین رفع یدین تابعین میں سے حضرت حسن بصریؒ، عطاءؒ، طاؤسؒ، مجاہدؒ، نافع، سالم بن عبداللہؒ اور سعید بن جبیرؒ رحمہم اللہ کے اسماء گرامی لکھے ہیں.(113)

نماز کی زینت:

اس سلسلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد پہلے بھی گزرا ہے:

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ مِنْ زِيْنَةِ الصَّلٰوةِ).(114)

''رفع یدین کرنا نماز کی زینت ہے''.

اثرِ حضرت سعید بن جبیرؒ:

جبکہ امام بیہقیؒ نے اپنی سنن کبری میں اور امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں حضرت سعید بن جبیرؒ کا بھی ایک اثر بیان کیا ہے، جس میں عبدالملکؒ کہتے ہیں:

(سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ ؟ فَقَالَ: هُوَ شَيْءٌ تُزَيِّنُ بِهٖ صَلٰوتَكَ).(115)

میں نے نماز میں رفع یدین کے بارے میں حضرت سعید بن جبیرؒ سے پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا:

'' رفع یدین ایک ایسی چیز ہے جس سے تم اپنی نماز کی زینت بڑھاتے ہو''.

109) جزء امام بخاری (ص:۵۷) .
110) جزء امام بخاری (ص:۶۰)، وحوالہ جاتِ مذکورہ درمتن.
111) ترمذی ۲/۱۰۱/۱۰۲، جزء امام بخاری (ص:۶۴،۶۶،۶۸) .
112) جزء امام بخاری (ص:۶۳)، الاحسان ۵/۱۹۱ .

اثرِ حضرت نعمان بن ابی عیاشؒ:

اسی طرح جزء رفع الیدین امام بخاری اور مسند الامام اثرمؒ میں حضرت نعمان بن ابی عیاشؒ کا اثر ابن عجلانؒ نے بیان کیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

(لِكُلِّ شَيْءٍ زِيْنَةٌ ، وَزِيْنَةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ وَ إِذَا رَكَعْتَ وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ).(116)

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی زینت ہوتی ہے، اور نماز کی زینت یہ ہے کہ تم تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور رکوع جاتے وقت اور رُکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرو .

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف یہ قول یوں منسوب کیا ہے:

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ مِنْ زِيْنَةِ الصَّلٰوةِ).

''رفع یدین کرنا نماز کی زینت ہے''.

رفع یدین کے نماز کی زینت ہونے والی بات علّامہ ابن عبد البر نے الاستذکار (۱/۱۲۲) میں حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے حجّۃ اللہ البالغہ (۲/۱۰) میں اور علّامہ عبدالحیؒ نے التعلیق الممجّد علیٰ مؤطأ امام محمد (ص:۶۹) میں بھی ذکر کی ہے .

اثرِ حضرت عُمر بن عبدالعزیزؒ:

خلفاءِ راشدین میں سے پانچویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں علّامہ ابن عبدالبر نے اور امام بخاریؒ نے بھی رفع الیدین سے متعلقہ اپنے جزء میں روایت بیان کی ہے کہ عُمرو بن مہاجر نے کہا:

113) ترمذی مع التحفۃ:۲/۱۰۱/۱۰۲ .

(كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ سَأَلَنِيْ أَنْ اَسْتَأْذِنَ لَهُ علی عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ ، فَاسْتَأْذَنْتُ لَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: الَّذِيْ جَلَدَ أَخَاهُ فِيْ أَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ؟ اِنْ كُنَّا لَنُؤَدَّبُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ فِي الْمَدِيْنَةِ ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ).(117)

”عبداللہ بن عامر نے مجھ سے کہا کہ میں ان کے لیۓ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں ، میں نے ان کے لیۓ اجازت طلب کی، انھوں نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس نے رفع یدین کرنے پر اپنے بھائی کو کوڑے مارے تھے، جبکہ مدینہ میں جب ہم ابھی بچے تھے تو ہمیں رفع یدین کرنا سکھایا جاتا تھا، اور اس شخص کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی“۔

دیگر حضراتؒ کے آثار:

امام بخاریؒ نے ذکر کیۓ گیۓ بعض حضرات حسن بصری، نعمان اور عمر بن عبدالعزیز کے آثار کے علاوہ حضرت قاسم بن محمد، عطاء بن ابی رباح ، مکحول ، ابونضرہ ، حسن بن مسلم ، عبداللہ بن دینار ، ابن ابی نجیح اور قیس بن سعد رحمہم اللہ کا ذکر کر کے لکھا ہے :

(وَهٰؤُلَآءِ أَهْلُ مَكَّةَ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَأَهْلُ الْيَمَنِ وَ أَهْلُ الْعِرَاقِ قَدْ تَوَاطَئُوْا عَلٰى رَفْعِ الْأَيْدِيْ).(118)

”مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، یمن اور عراق والے تمام کبار علماء اور عوام رفع الیدین کرنے پر متفق تھے“۔

114) فتح الباری ۲/۲۱۸ نیز دیکھئے نمبر ۸۹ .

115) جزء امام بخاری (ص:۵۵) التلخیص ۱/۱/۲۲۰.

116) جزء امام بخاری (ص:۶۴) التلخیص ۱/۱/۲۲۰.

محدّثینِ کرام کا تعامل:

امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک اور انکے اصحاب علی بن حسین، عبداللہ بن عمر، اور یحییٰ بن یحییٰ رفع یدین کیا کرتے تھے، بخارا کے محدّثین مثلاً عیسیٰ بن موسیٰ، کعب بن سعید، محمد بن سلام، عبداللہ بن محمد مسندی رحمہم اللہ اور دوسرے بیشمار محدّثین کرام بھی ہیں جو کہ رفع الیدین کے مسئلہ میں اختلاف نہیں رکھتے تھے ۔

آگے امام بخاری لکھتے ہیں کہ ہمارے اساتذہ میں سے امام علی بن مدینی، امام حمیدی، امام یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن ابراہیم رحمہم اللہ، سبھی رفع یدین کرنے کی حدیث کو ثابت قرار دیتے اور اسے ہی حق سمجھتے تھے .(119)

آگے چل کر امام بخاری اپنے جزء رفع الیدین کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد علی بن مدینی نے کہا:

(مَا رَأَيْتُ مِنْ مَشِيْخَتِنَا اِلَّا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ).

”میں نے اپنے سبھی اساتذہ ومشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ سب نماز میں رفع یدین کرتے تھے“.

امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا :

(سُفْيَانُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟).

”کیا سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے ؟“

توانھوں نے فرمایا : (نَعَمْ) . ” ہاں “ .

آگے امام بخاری نے اپنے دوسرے استاد گرامی امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

(رَأَيْتُ مُعْتَمِراً وَيَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ

117) جزء امام بخاری (ص:۴۳)، التلخیص ۱/۱/۲۲۰ .

وَاِسْمَاعِيلَ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ عِنْدَ الرَّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ).(120)

''میں نے معتمرؒ، یحیٰ بن سعید، عبدالرحمن اور اسماعیل کو دیکھا ہے، وہ سب رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے''.

غرض تمام ہی محدّثینِ کرام کا متفقہ تعامل رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنا ہی تھا، حتیٰ کہ امام محمد بن نصر مروزی کہتے ہیں :

(أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْأَمْصَارِ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ ذٰلِكَ اِلَّا أَهْلَ الْكُوْفَةِ).(121)

''تمام شہروں کے لوگ اس کی مشروعیت پر متفق ہیں سوائے اہلِ کوفہ کے''

امام مروزی کا اہلِ کوفہ کے بارے میں یہ قول اکثریّت کے بارے میں ہے، مطلق نہیں، کیونکہ معروف فقیہہِ کوفہ امام ابن المبارک اور ان کے اصحاب بھی رفع یدین کے قائل وفاعل تھے، جیسے کہ تفصیل گزری ہے .

آئمہ وفقہاء

اب رہے آئمہ مجتہدین اور فقہاء تو اُن میں سے امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام عبداللہ بن مبارک اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ تو اس رفع یدین کی مشروعیّت کے قائل ہیں، البتہ امام مالکؒ کے بارے میں روایت ذرا مختلف فیہ ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر نے علاّمہ ابن عبدالبر کا قول اس طرح نقل کیا ہے :

(لَمْ يَرْوِ أَحَدٌ عَنْ مَالِكٍ تَرْكَ الرَّفْعِ فِيْهِمَا اِلَّا ابْنَ

118)جزء امام بخاری (ص:۳۵،۶۴،۶۶)، جزء امام السبکی (ص:۹۵) مع جزء امام البخاری .

الْقَاسِمِ وَهُوَ الَّذِيْ رَوَاهُ وَهَبٌ وَغَيْرُهُ عَنْ مَالِكٍ وَلَمْ يَحْكِ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مَالِكٍ غَيْرَهُ).

''امام مالکؒ سے ان مواقع پر ترکِ رفع یدین کسی نے نقل نہیں کی، سوائے ابن قاسم کے، اور وہب وغیرہ نے امام مالک سے یہی روایت بیان کی ہے، اور امام ترمذی نے اس رفع یدین کرنے کے سوا امام مالک سے کوئی دوسری روایت نقل ہی نہیں کی''.

آگے وہ لکھتے ہیں کہ امام خطابی نے معالم السنن میں اور امام قرطبی نے المفهم شرح صحيح الامام مسلم میں لکھا ہے کہ رکوع سے قبل وبعد رفع یدین کرنا ہی امام مالکؒ کا آخری اور صحیح تر قول ہے .(122)

غالباً یہی وجہ ہے کہ علاّمہ عبدالوہاب شعرانی حنفی نے المیزان الکبریٰ میں امام مالک کے اسی آخری قول کو لیتے ہوئے لکھا ہے :

(وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بِاسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيْرَاتِ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ).(123)

''اور اسی سے امام مالک وشافعی واحمد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے''.

علاّمہ محمد بن عبدالرحمن الشافعی نے رحمة الامة نامی کتاب میں لکھا ہے :

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيْرَاتِ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ سُنَّةٌ عِنْدَ مَالِكٍ وَ الشَّافِعِيِّ).(124)

''رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا امام مالکؒ وشافعیؒ

119)جزء امام بخاری (ص:۳۵/۳۶)۔جزء امام سبکی (ص:۹۵) .

120)جزء امام بخاری ص:۸۵ .

121)بحوالہ فتح الباری ۲/۲۱۹۔۲۲۰ والمرعاة ۲/۲۵۳ .

122)فتح الباری ۲/۲۲۰، معالم السنن ۱/۱/۱۶۷۔ترمذي ۲/۱۰۲ وتحفة الاحوذی

کے نزدیک سنّت ہے"۔

علاّمہ عراقی نے طرح التثریب (۲/۲۵۳) میں لکھا ہے:

"ابومصعب، اشعب، ولید بن مسلم، اور سعید بن ابی مریم نے بھی امام مالکؒ سے آخری وصحیح تر قول رفع الیدین کا ہی نقل کیا ہے"۔(125)

غرض امام مالک کا صحیح وراجح قول تینوں مواقع پر رفع الیدین کی مشروعیّت ہی ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ اس کے قائل نہیں ہیں، جیسا کہ ان کی طرف نسخِ رفع الیدین یا اس کی عدمِ مشروعیّت کا قول منسوب کیا جاتا ہے

تیرہ علماءِ احناف کا قول وعمل

بعض کبار علماء وفقہاءِ احناف بھی اس رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔

(1) ...... امام ابوحنیفہؒ کے دو معروف شاگردوں میں سے امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے ساتھی اور امام ابو یوسفؒ کے ملازمِ صحبت [بحوالہ کتاب الفوائد البھیہ فی طبقات الحنفیہ] عصام بن یوسف بلخی جو فتاویٰ ابن عابدین شامی (۱/۲۷۴) اور رسم المفتی (۱/۱۷) کے مطابق صاحبِ علمِ حدیث اور ثبت تھے اسی طرح وہ اور ان کے بھائی ابراہیم دونوں اپنے وقت میں پورے بلخ کے شیخ واستاد تھے، وہ البحر الرائق (۶/۹۳) اور رسم المفتی (۱/۲۸) کے مطابق:

(كَانَ يُفْتِي بِخِلَافِ قَوْلِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ كَثِيراً لِأَنَّهُ لَمْ يَعْلَمِ الدَّلِيلَ وَكَانَ يَظْهَرُ لَهُ دَلِيلُ غَيْرِهِ فَيُفْتِي بِهِ).

"وہ بکثرت امام ابوحنیفہؒ کے برعکس فتویٰ دیا کرتے تھے کیونکہ انہیں ان کے قول کی دلیل نہیں ملتی تھی، اور امام صاحب کے علاوہ کسی کی دلیل ظاہر ہو جاتی تو وہ اس کے مطابق فتویٰ دے دیتے تھے"۔

ایضاً ۔

یہی وجہ ہے کہ خود ان کا اپنا عمل بھی الفوائد البھیہ میں علاّمہ عبدالحیؒ کے قلم سے یہ نقل کیا گیا ہے:

(كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ).(126)

"وہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

ایک عمدہ تعلیق وروایت:

اس قول کے بعد صاحبُ الفوائد البھیہ فی طبقات الحنفیہ نے اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے لکھا ہے:

"اس سے معلوم ہوا کہ مکحول نسفی نے امام ابوحنیفہؒ سے جو روایت بیان کی ہے جس میں ہے:

(إِنَّ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ فَسَدَتْ صَلٰوتُهُ).

"جس نے نماز میں رفع یدین کی، اس کی نماز فاسد ہوگئی"۔

یہ روایت باطل ہے"۔ (127)

شیخ عصام بن یوسف، امام ابو یوسف کے ملازمِ صحبت تھے، اس کے باوجود وہ رفع یدین کرتے تھے۔ اور اگر مذکورہ روایت کی کوئی اصل ہوتی تو امام ابو یوسف اور شیخ عصام بن یوسف کو اس کا علم ہوتا۔

اس سے آگے وہ لکھتے ہیں کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر فقہ حنفی کو اختیار کرنے والا کوئی شخص کسی مسئلہ میں اس بناء پر اپنے امام کا مذہب ترک کر دیتا ہے کہ دوسری طرف دلیل زیادہ قوی ہے، تو اس سے وہ شخص دائرہ تقلید سے بھی نہیں نکل

123) المیزان ۱/۱۲۹ بحوالہ المرعاۃ ۲/۲۵۳، و التحقیق الراسخ (ص:۴۳).

124) رحمۃ الأمّۃ ۱/۴۱ بحوالہ سابقہ ایضاً.

125) طرح التثریب بحوالہ المرعاۃ ۲/۲۵۳ .

126) الفوائد البھیّۃ فی تراجم الحنفیۃ (ص:۱۱۶)، بحوالہ صفۃ الصلوٰۃ (ص:۲۱،۲۲،

جاتا، بلکہ ترکِ تقلید کی صورت میں یہ تو عین تقلید ہے، آپ دیکھ نہیں رہے کہ شیخ عصام بن یوسف نے رفع یدین کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ترک کر دیا تھا، اس کے باوجود ان کا شمار احناف میں سے ہی ہوتا ہے۔ اور آگے [الفوائد البهية في طبقات الحنيفة] کے مؤلّف افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آج کچھ لوگ دوسرے مذہب کی قوّی دلیل کی بناء پر اُس مسئلہ پر عمل کرنے والے پر طعن کرتے ہیں، اور اسے اپنی جماعت سے ہی خارج قرار دے دیتے ہیں اور اگر عوام الناس یہ رویہ اختیار کریں تو کوئی تعجب والی بات نہیں، حیرت واستعجاب تو ان لوگوں کے رویہ پر ہے جو اپنے آپ کو علماء کہلواتے ہیں اور چال ڈھال وجامہ بھی علماء کا سا ہی اپناتے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں :

(وَلَاعَجَبَ مِنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ مِنَ الْعَوَامِ،إِنَّمَا الْعَجَبُ مِمَّنْ يَتَشَبَّهُ بِالْعُلَمَاءِ وَيَمْشِي مَشْيَهُمْ كَالْأَنْعَامِ).(128)

”عوام پر تو کوئی تعجب نہیں ، حیرت تو ان لوگوں پر ہے، جو علماء سے مشابہت رکھتے ہیں اور بھیڑ چال میں علماء کا سا ہی طرز اپناتے ہیں“.

یہاں یہ بات بھی ذکر کر دیں کہ کسی مسئلہ میں قوّتِ دلیل کو دیکھ کر اس مسئلہ میں ترکِ مذہب کوئی صرف شیخ عصام بن یوسف کا ہی خاصہ نہیں اور نہ یہ انہی پر بس ہے، بلکہ علماءِ احناف میں سے کئی دیگر اہلِ تحقیق نے بھی صرف اسی ایک رفع یدین کے مسئلہ میں نہیں، بلکہ کئی اختلافی مسائل میں قوتِ دلیل دیکھ کر انہیں اختیار کیا، انہی کی تائید وحمایت کی، اس کے باوجود ان کا شمار ان کے اپنے مجموعی مسلک والوں میں سے ہی ہوتا ہے، اور اسکی بھی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں .

(2) ...... انہی کی طرح اسلامیانِ برّصغیر کے مشترکہ وقابلِ احترام بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ بھی ہیں .انھوں نے بھی حنفی المسلک ہونے کے باوجود

۷۳)، و التحقيق الراسخ(ص:۱۵۷) .

[حجّة الله البالغه] نامی کتاب میں رفع یدین والے مسئلہ کے بارے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور دوطرفہ دلائل کا تذکرہ کرنے کے بعد رفع یدین کی مشروعیت وسنّیت کے دلائل کی قوّت کے پیشِ نظر لکھا ہے :

(وَالَّذِي يَرْفَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّنْ لَايَرْفَعُ،فَإِنَّ أَحَادِيْثَ الرَّفْعِ أَكْثَرُ وَأَثْبَتُ).(129)

”جو رفع یدین کرتا ہے وہ مجھے رفع یدین نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ رفع یدین کرنے کی احادیث اکثر اور اَثبت [تعداد میں بکثرت اور صحیح تر ہیں] ہیں“.

(3) ...... علماءِ احناف میں سے صاحبِ الکوکب الدری لکھتے ہیں :

(لاَ خِلَافَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الشَّافِعِيِّ فِيْ جَوَازِ الصَّلٰوةِ بِالرَّفْعِ وَعَدَمِ الرَّفْعِ ، إِنَّمَا النِّزَاعُ فِيْ أَنَّ الْأَوْلٰى هَلْ هُوَعَدَمُ الرَّفْعِ أَوِالرَّفْعُ؟فَاخْتَرْنَا الْأَوَّلَ وَاخْتَارُوْا الثَّانِيَ).(130)

”ہمارے اور امام شافعیؒ کے مابین رفع یدین کر کے اور رفع یدین کے بغیر ہر دو طرح سے نماز کے جواز میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آیا افضل واَولیٰ رفع یدین نہ کرنا ہے یا کہ کرنا؟ ہم نے پہلے مسلک کو اپنایا اور انھوں نے دوسرے کو اختیار کیا ہے“.

(4) ...... صاحبِ فیض الباری نے لکھا ہے :

(قَدْ ثَبَتَ الْأَمْرَانِ [الرَّفْعُ وَ التَّرْكُ] عِنْدِيْ ثُبُوْتاً لاَ مَرَدَّ لَهُ وَلَا خِلَافَ إِلَّا فِي الْإِخْتِيَارِ ، وَ لَيْسَ فِي الْجَوَازِ).

”میرے نزدیک رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ہی ثابت ہیں، جس

127) اگرچہ امیر کاتب الاتقانی صاحبِ غاية البيان شرح الهداية اس روایت کے فریب میں مبتلا ہوگئے ہیں .(الفوائد ایضاً)

سے کوئی انکار نہیں۔ اوراختلاف صرف اختیار وافضل میں ہے نہ کہ جواز میں''۔

اورآگے وہ رقمطراز ہیں کہ [الکبیری شرح المنیۃ اور البدائع] میں جو رفع الیدین کو مکروہ تحریمی کہا گیا ہے، یہ قول میرے نزدیک متروک ہے۔ہاں اگران کے پاس صاحبِ مذہب کی طرف سے کوئی نقل ہو تو پھر وہ معذور شمار ہوں گے، ورنہ ایک ایسا مسئلہ جو صحابہ کرام ﷺ کے مابین متواتر وثابت ہے، اسے مکروہ تحریمی کہنا میرے نزدیک انتہائی شدید قول ہے۔اور آگے موصوف فرماتے ہیں:

''متاخرین حنفیہ میں نسخ رفع یدین کا قول مشہور ہوگیا ہے، جسے انھوں نے شیخ ابن الہمامؒ سے لیا ہے۔ اور شیخ نے یہ بات امام طحاویؒ کی متابعت کرتے ہوئے کہی ہے۔اور جب میرے نزدیک ان سے بھی قدیم تر علماء [مثلاً صاحبِ احکام القرآن علاّمہ ابوبکر جصاصؒ ورازیؒ] سے رفع یدین کا جواز ثابت ہے، اوراحادیث بھی انہی کی تائید کرتی ہیں تو رفع یدین کے جواز کے قول کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے، اور اس کے خلاف جو بھی قول ہے وہ نہیں سنا جائے گا اور جو سنتا ہے وہ سنتا رہے''۔(131)

(5) ...... علماءِ احناف میں سے ہی صاحبِ البدر الساری لکھتے ہیں :

(اِنَّ الرَّفْعَ مُتَوَاتِرٌ اِسْنَاداً وَعَمَلاً وَلَمْ يُنْسَخْ مِنْهُ وَلَاحَرْفٌ، اِنَّمَا بَقِيَ الْكَلَامُ فِي الْأَفْضَلِيَّةِ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ الْجَصَّاصُ فِيْ أَحْكَامِ الْقُرْآنِ).

''رفع یدین کرنا سند وعمل ہر دو اعتبار سے متواتر ہے۔اس سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا، صرف افضلیّت کے بارے میں کلام ہے، جیسا کہ امام ابوبکر جصّاص نے احکام القرآن میں صراحت کی ہے''۔

128) حوالہ جات سابقہ و المرعاۃ ۲/۲۵۴.

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں :

(دَعْ عَنْكَ حَدِيْثَ النَّسْخِ اِذْ قَدْ شَهِدَ الْعَمَلُ بِالْجَانِبَيْنِ، فَاِنَّهُ أَقْوٰى دَلِيْلٍ عَلٰى عَدَمِ النَّسْخِ، وَذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى عَدَمِ النَّسْخِ مُطْلَقاً، قَالُوْا بِاسْتِنَانِ الْأَمْرَيْنِ لٰكِنَّ الرَّفْعَ عِنْدَهُمْ أَكْثَرُ وَأَرْجَحُ وَأَحَبُّ مِنْ تَرْكِ الرَّفْعِ).(132)

''نسخ والی بات چھوڑو، جبکہ دونوں طرف ہی عمل شاہد ہے۔اور یہ عدمِ نسخ کی قوّی ترین دلیل ہے اور بعض تو مطلق عدمِ نسخ کے قائل ہیں، اور وُہ دونوں کو ہی سنّت کہتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک رفع یدین کرنا زیادہ احادیث سے ثابت اورراجح ومحبوب تر ہے، بہ نسبت ترک کے''۔

اور آگے انھوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کا وہ قول نقل کیا ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔

(6) ...... کبار علماءِ احناف میں سے علاّمہ سندھی نے حاشية سنن النسائی میں لکھا ہے :

(وَمَنْ لَا يَقُوْلُ[أَيْ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ] يَرَاهُ مَنْسُوْخاً بِمَالَايَدُلُّ عَلَيْهِ، فَاِنَّ عَدَمَ الرَّفْعِ، اِنْ ثَبَتَ فَلَايَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ سُنِّيَّةِ الرَّفْعِ اِذْشَأْنُ السُّنَّةِ تَرْكُهَا أَحْيَاناً، وَيَجُوْزُاسْتِنَانُ الْأَمْرَيْنِ جَمِيْعاً، فَلَاوَجْهَ لِدَعْوَى النَّسْخِ وَالْقَوْلِ بِالْكَرَاهِيَةِ).(133)

''اور جو رفع یدین کا نہیں کہتا، وہ بلا دلیل اسے منسوخ مانتا ہے، کیونکہ اگر

129) حجّة الله البالغة ۲/۸ عربی و (ص:۳۱۸) مع اردو ترجمہ مولانا عبدالحق حقّانی .

130) الكوكب الدري ۱/۲۹ ابحواله المرعاة ۲/۲۵۴ .

عدمِ رفع ثابت بھی ہوجائے، تب بھی اس سے اس کی عدمِ سنّیت ہرگز ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ سنت کی شان ہی اس کا کبھی ترک کیا جانا ہے اور ہردو[رفع وترک] کا سنت ہونا بھی جائز ہے، لہذا نسخ کا دعویٰ کرنے اور کراہت کا مسلک اختیار کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے''۔

علاّمہ سندھی موصوف نے حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لکھا ہے :

(أَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ : اِنَّ ذَالِکَ الْحَدِیْثَ [أَيْ حَدِیْثَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ تَرْکِ الرَّفْعِ] نَاسِخُ رَفْعٍ غَیْرَ تَکْبِیْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ فَهُوَ قَوْلٌ بِلَا دَلِیْلٍ،بَلْ لَوْ فُرِضَ فِيْ الْبَابِ نَسْخٌ فَیَکُوْنُ الْأَمْرُ بِعَکْسِ مَا قَالُوْا).

''اور جس نے یہ کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی یہ حدیث تکبیر تحریمہ کے ساتھ والی رفع یدین کے سوا دوسرے مقامات والی رفع یدین کی ناسخ ہے، اس کا یہ قول بلا دلیل ہے۔ بلکہ اگر اس مسئلہ میں نسخ کو فرض کر ہی لیا جائے تو وہ ان کے قول کے برعکس ترکِ رفع میں نسخ ہے، نہ کہ رفع یدین کرنے میں .

آگے وہ قولِ ترک کے منسوخ ہونے کی دلیل کے طور پر لکھتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے رفع یدین کرنے کے وہ راوی ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی آخری عمر میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، الہٰذا رکوع سے پہلے اور بعد ان کا رفع یدین کی روایت کو بیان کرنا رفع یدین کے متأخّر ہونے کا پتہ دیتا ہے، اور ساتھ ہی اس کے منسوخ ہونے کے قول کے بطلان کی دلیل ہے۔ اور اگر کوئی نسخ واقع ہوا ہی ہے، تو پھر ترکِ رفع منسوخ ہوا ہے نہ کہ رفع یدین کرنا۔ اور آگے وہ لکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ ہو؟ جبکہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے جلسۂ استراحت کی روایت

131) فیض الباری ۲/۲۵۵ بحوالہ المرعاۃ

بیان کی تو ہمارے علماء وفقہاء نے اسے بڑھاپے کی عمر کا عمل قرار دیتے ہوئے اس بات پر محمول کیا کہ یہ جلسہ آپ ﷺ کا مقصود نہیں تھا، بلکہ آخری عمر میں اور بڑھاپے کی وجہ سے ضرورتاً تھا لہٰذا سنت نہیں، اور یہ قول تو اس بات کا متقاضی ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ ثابت ہو، کیونکہ یہ آپ ﷺ کی آخری عمر کا عمل ہے اور قولِ نسخ تناقض کے قریب ہے، اور نبی ﷺ نے حضرت مالک رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھیوں سے فرمایا تھا :

((صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)).(134)

''تم اُسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے''.

آگے وہ فرماتے ہیں :

(فَالْأَقْرَبُ الْقَوْلُ بِاسْتِنَانِ الْأَمْرَیْنِ وَالرَّفْعُ أَقْوٰی وَأَکْثَرُ).(135)

''زیادہ قریبِ صحت بات یہ ہے کہ دونوں امر ہی سنت ہیں، اور رفع یدین کرنا، نہ کرنے سے زیادہ قوّی اور اکثر احادیث سے ثابت ہے''.

(7) ...... برِّصغیر کے کبار علمائے احناف میں سے علاّمہ عبدالحیّ لکھنویؒ بھی ہیں وہ التعلیق الممجّد علیٰ مؤطأ امام محمد میں لکھتے ہیں :

(اَلْقَدَرُ الْمُتَحَقَّقُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ [أَيْ بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ] هُوَ ثُبُوْتُ الرَّفْعِ وَتَرْکِهٖ کِلَیْهِمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، اِلَّا أَنَّ رُوَاةَ الرَّفْعِ مِنَ الصَّحَابَةِ جَمٌّ غَفِیْرٌ،وَ رُوَاةُ التَّرْکِ جَمَاعَةٌ قَلِیْلَةٌ، مَعَ عَدَمِ صِحَّةِ الطُّرُقِ عَنْهُمْ

132) البدر الساري ۱/۲۵۵ بحوالہ سابقہ ایضاً .

133) حاشیة نسائی للسندی ۱/۱۴۰ بحوالہ سابقہ ایضاً .

اِلَّاعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَكَذٰلِكَ ثَبَتَ التَّرْكُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَصْحَابِهِ بِأَسَانِيْدٍ مُحْتَجَّةٍ بِهَا، فَاِذَنْ نَخْتَارُ أَنَّ الرَّفْعَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ مُؤَكَّدَةٍ يُلَامُ تَارِكُهَا، اِلَّا أَنَّ ثُبُوْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَكْثَرُ وَأَرْجَحُ ، وَأَمَّا دَعْوىٰ نَسْخِهِ كَمَا صَدَرَ عَنِ الطَّحَاوِيِّ مُغْتَرًّا بِحُسْنِ الظَّنِّ بِالصَّحَابَةِ التَّارِكِيْنَ، وَابْنِ هُمَامٍ وَالْعَيْنِيِّ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَصْحَابِنَا فَلَيْسَ بِمُبَرْهَنٍ عَلَيْهَا بِمَا يُشْفِيْ الْعَلِيْلَ وَيُرْوِيْ الْغَلِيْلَ). (136)

''اس رفع یدین کے مسئلہ میں قدرِ متحقق یہ ہے کہ رفع یدین کرنا اوراس کا ترک کرنا دونوں امر ہی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، لیکن رفع یدین کرنے کے راوی، صحابہ کرام ؓ کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور ترک کے راوی ایک چھوٹی سی جماعت، اور پھر ترک والی روایات کے طُرق بھی صحیح نہیں ہیں سوائے ابنِ مسعود ؓ کی روایت کے ۔ ابنِ مسعود ؓ اور ان کے اصحاب سے ترک ثابت ہے اور ان کی اسانید بھی قابل حجّت ہیں ، لہٰذا ہم نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ رفع یدین کرنا سنّتِ مؤکّدہ تو نہیں ہے کہ اس کے تارک پر ملامت کی جائے، البتہ رفع یدین کا ثبوت نبی ﷺ سے زیادہ احادیث کے ساتھ ثابت اور راجح ہے، رہا اس کے نسخ کا دعویٰ، جیسا کہ امام طحاویؒ سے صادر ہوا ہے اور یہ بھی بعض تارکین رفع یدین صحابہ کرام ؓ کے ساتھ ان کے حسن ظن کا نتیجہ ہے اور پھر ابن الہمام اور العینی نے بھی اُنہی کی متابعت کی ہے، ان کے اس دعویٰ پر ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو بیمار کی شفاء اور تشنہ کام کی ترکامی کا سبب بن سکے''۔

وہ مزید لکھتے ہیں :

(اَلْاِنْصَافُ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ أَنَّهُ لَا سَبِيْلَ اِلىٰ رَدِّ رِوَايَاتِ الرَّفْعِ بِرِوَايَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ وَ فِعْلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَدَعْوىٰ عَدَمِ ثُبُوْتِ الرَّفْعِ، وَلَا اِلىٰ رَدِّ رِوَايَاتِ التَّرْكِ بِالْكُلِّيَّةِ وَدَعْوىٰ بِثُبُوْتِهِ، بَلْ يُوَفّىٰ كُلٌّ مِّنَ الْأَمْرَيْنِ حَظَّهُ وَيُقَالُ: كُلٌّ مِّنْهُمَا ثَابِتٌ وَ فِعْلُ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ مُخْتَلِفٌ، وَ لَيْسَ أَحَدُهُمَا بِلَازِمٍ يُلَامُ تَارِكُهُ، مَعَ الْقَوْلِ بِرُجْحَانِ ثُبُوْتِ الرَّفْعِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ). (137)

''اس مقام پر انصاف کی بات تو یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود ؓ کی روایت اور ان کے اصحاب کے فعل کو بنیاد بنا کر رفع یدین کرنے کی روایات کو ردّ کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے اور نہ ہی عدم ثبوت کا دعویٰ کرنے کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی ترک کی روایات کو بالکلیّہ ردّ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی ترک کے ثبوت کا انکار کرنے کی ، بلکہ ان ہر دو میں سے دونوں کو ہی ان کا حق دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ ان میں سے ہر ایک ہی ثابت ہے، البتہ صحابہ وتابعین کا فعل مختلف ہے اور ان ہر دو میں سے کوئی امر بھی لازم وفرض نہیں ہے کہ اس کے تارک پر ملامت کی جاسکے اور یہ کہے بغیر بھی چارہ نہیں کہ نبی ﷺ سے رفع یدین کرنے کے ثبوت کا پہلو ہی راجح ہے''۔ اپنے فتاویٰ (۲۸۶/۱) میں بھی علّامہ عبدالحیؒ نے اس بات کا صاف صاف اقرار کیا ہے کہ رفع یدین ثابت اور مشروع ہے، یہ منسوخ نہیں ہوئی ۔(138)

---

134) صحیح بخاری ،تخریج گزر گئی ہے .

135) حاشية ابن ماجه ۲۸۲/۱ بحوالہ سابقہ ایضاً وجزء رفع الیدین مولانا خالد گھرجاکھی

جبکہ السعایہ لکشف ما فی شرح الوقایہ (۲۱۳/۲/۱ طبع سہیل اکیڈمی لاہور) اور التعلیق الممجّد (ص:۹۳) میں لکھتے ہیں :

"حق بات تو یہ ہے کہ عندالرکوع رفع یدین کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہیں، قوی اسناد اور صحیح طُرق سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کیا کرتے تھے"۔

(8) ...... رفع یدین کی روایات کی کثرت اور تواترِ اسنادی وعملی سے متاثر ہوکر ہی کبار علماءِ احناف میں سے علاّمہ انورشاہ کشمیریؒ نے بھی العرف الشذی (۱۲۴/۱) میں اس تواتر کا اعتراف کیا ہے .(139)

(9) ......اسی طرح ہی علاّمہ رشید احمد گنگوہیؒ حنفی نے فتاویٰ رشیدیہ میں اعتراف کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ نہیں ہوئی.(140)

(10) ...... قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی کی کتاب "مَا لَا بُدَّ مِنْہُ" بڑی معروف ہے، اس میں انھوں نے بھی رفع یدین کے غیر منسوخ ہونے کی صاف تصریح فرمادی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

(آں رفع یدین نزدِ امامِ اعظم سنّت نیست ☆ لیکن اکثر فقہاء ومحدّثین اثباتِ آں میکنند).(141)

"یہ رفع یدین اگرچہ امامِ اعظمؒ کے نزدیک تو سنّت نہیں ہے، لیکن اکثر فقہاء ومحدّثین کرام کے نزدیک یہ سنّت وثابت ہے"۔

(11) ...... مولانا اشفاق الرحمٰنؒ صاحب فتح پوری کاندھلوی [مدرس دہلی] نے اگرچہ اپنے ممانعتِ رفع یدین کے مسلک کی تائید کے لیئے مستقل ایک کتاب

(ص:۲۰۷) .

136) التعلیق الممجد (ص:۹۱) .

137) التعلیق الممجد (ص:۹۱) .

138) فتاویٰ مولانا عبد الحیؒ ۲۸۶ بحوالہ التحقیق الراسخ (ص:۱۵۸،۱۵۹).

نور العینین لکھی تھی جس کا شافی وکافی جواب حضرت محدّث گوندلویؒ نے التحقیق الراسخ نامی کتاب لکھ کر دیا تھا، تاہم مولانا فتح پوریؒ بھی اپنے مسلک ونظریہ کی تمام تر مجبوریوں کے باوجود کتاب کے (ص:۸۵) پر یہ لکھنے پر بھی مجبور ہوگئے :

"راقم الحروف بھی ادلّہ پر نظر کرتے ہوئے اِسی فریق [یعنی قائلینِ جوازِ رفع یدین] کے قول کو تحقیقاً اور فریقِ اول [قائلینِ نسخ] کے قول کو تقلیداً حق سمجھتا ہے". (142)

تو گویا قدرت نے ان کے قلم سے یہ نعرہ حق نکلوا ہی دیا کہ "تحقیقی بات عدمِ نسخ ہے" .

(12) ...... مولانا مودودیؒ بھی گھر میں رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، چنانچہ تشکیل پاکستان کے بعد جماعتِ اسلامی کا پہلا اجتماع لاہور گوالمنڈی واقع دفتر تسنیم میں ہوا تھا، مختلف اضلاع سے آنے والے وفود کے لیئے الگ الگ اوقات کا تعین تھا، تاکہ ہر ضلع سے آنے والے احباب کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوسکے، گوجرانوالہ سے بھی ایک وفد مولانا سے ملاقات کے لیئے گیا۔اس وفد میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ صاحب سابق امیر جمعیت اہلحدیث بھی شامل تھے۔گوجرانوالہ کے وفد کو عشاء کے بعد ملاقات کا وقت دیا گیا، جب وفد کی ملاقات کا وقت آیا، تو گوجرانوالہ وفد کے احباب مولانا کی معیت میں مولانا مودودیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، کچھ دیر تبادلہ خیالات ہوتا رہا، پھر مولانا نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص استفسار کرنا چاہے تو کرسکتا ہے"

اس پر مولانا محمد عبداللہؒ صاحب نے مولانا مودودیؒ سے سوال کیا کہ آپ کتاب اللہ اور سنّتِ رسول ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور آپ کا نصب العین ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور اسلام قرآن وحدیث کا نام ہے اور احادیثِ صحیحین کا مقام سب

139) بحوالہ التحقیق (ص:۱۵۸) و جزء رفع الیدین مولانا خالد گھرجاکھی (ص:۲۰۷) .

کے نزدیک مسلّم ہے اور رَفع الیدین کی احادیث صحیحین میں آئی ہیں اور آپ ان پر عمل نہیں کرتے تو آئندہ ہم آپ سے کس اسلام کی امید رکھیں ؟ مولانا مودودیؒ صاحب نے جواب دیا:

"بات اصل میں یہ ہے کہ رفع الیدین کرنے سے لوگ متوحّش ہوتے ہیں اور بِدک جاتے ہیں، اس لئے میں عام جگہوں پر جب نماز پڑھتا ہوں تو رفع الیدین نہیں کرتا، لیکن جب میں گھر میں تہجّد کی نماز پڑھتا ہوں تو رفع الیدین کرلیتا ہوں"۔

اس پر مولانا نے پھر کوئی اعتراض نہ کیا اور بات ختم ہوگئی.(143)

مولانا مودودی مرحومؒ اور مسئلہ رفع یدین کے بارے میں ہی ایک واقعہ حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ نے بھی تحریر فرمایا ہے جو انہی کے الفاظ میں یوں ہے:

جناب میجر عبدالسلام علوی [جو آج کل جی ایچ کیو، راولپنڈی میں کرنل ہیں] کوئٹہ سے تبدیل ہوکر سیالکوٹ چھاؤنی آئے، فرمانے لگے:

"میں نے کوئٹہ میں آپ کی کتاب "صلوٰۃ الرسول" پڑھی تھی، اس وقت سے ملنے کا شوق تھا، اللہ تعالیٰ سیالکوٹ لے آیا تو ملاقات کے لئے آیا ہوں، مجھے جناب علوی صاحب سے مل کر ازحد خوشی ہوئی اور ان کا شکریہ ادا کیا، پھر ان کا اکثر آنا جانا شروع ہوگیا، وہ بڑے علم دوست اور مذہب کے والہ وشیدا ثابت ہوئے، انھوں نے جمعہ بھی جامع اہلحدیث ڈپٹی باغ میں راقم الحروف کے ساتھ پڑھنا شروع کردیا"۔

میجر صاحب موصوف ایک روز کہنے لگے کہ میری دین ومذہب کے سلسلے میں

140) فتاویٰ رشیدیہ ۵/۲ بحوالہ التحقیق (ص:۱۵۸۔۱۵۹) و جزء رفع الیدین مولانا خالد گھرجاکھی (ص:۲۰۷).

اکثر مولانا مودودی صاحبؒ سے مراسلت رہتی ہے، ایک دن میں نے مولانا کو لکھا کہ میرے ننھیال اہلِ حدیث ہیں، وہ نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں، کیا میں بھی کرلیا کروں؟ انھوں نے جواب دیا کہ رفع الیدین کرلیں یا نہ کریں، کوئی بات نہیں یعنی دونوں طرح درست ہے، جناب علوی صاحب نے اس بارے میں مجھ سے پوچھا، میں نے کہا کہ مولانا مودودی صاحبؒ کو جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح خط لکھیں، میں نے لکھوایا :

"مکرمی مولانا صاحب !

السلام علیکم ! میرے ایک سوال کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ رفع الیدین کرنے والی حدیثیں بھی ہیں اور نہ کرنے والی حدیثیں بھی ہیں، براہِ کرم رفع الیدین کرنے والی حدیثیں بھی لکھ دیں اور نہ کرنے والی حدیثیں بھی تحریر فرمادیں"۔

ہفتہ عشرہ کے بعد جو جواب مولانا مودودی صاحبؒ نے لکھا، وہ خط جناب علوی صاحب نے میرے آگے رکھ دیا اور مولانا نے جواب دیا :

"مکرمی السلام علیکم ! جواباً گزارش ہے کہ رفع الیدین نہ کرنے والی ایک ہی حدیث ہے جو عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے ابوداؤد میں ہے اور وہ ضعیف ہے اور رفع الیدین کرنے والی کئی احادیث ہیں جو سب قوّی ہیں"۔

والسلام ابوالاعلیٰ مودودی

نوٹ: [یہ خط میں نے خطبۂ جمعہ میں بھی پڑھ کرسنایا تھا].(144)

(13) ...... بالکل اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کا بھی ہے

141) ما لا بدّ منه (ص:۳۸) .

142) نور العینین مولانا فتح پوری (ص:۸۵) بحوالہ. التحقیق الرّاسخ (ص:۱۵۹) .

کہ ان سے ان کے خادمِ خاص نے استفسار کیا کہ آپ جب عام لوگوں میں نماز پڑھتے ہیں تو رفع الیدین نہیں کرتے لیکن جب گھر میں اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آرام سے اور رَفع الیدین کر کے نماز پڑھتے ہیں، تو ان کا جواب بھی بعینہٖ وہی تھا جو مولانا مودودی کا پہلے واقعہ کے ضمن میں مذکور ہے۔(145)

شیخ جیلانیؒ کا فتویٰ

برِّ صغیر کے بلکہ عالمی شہرت یافتہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اگرچہ حنفی المسلک تو نہیں، لیکن چونکہ ہمارے لوگوں کے دلوں میں ان کا بہت مقام ومرتبہ ہے اور بلاتفریقِ مسلک ومشرب سبھی کے یہاں وہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، اس لیئے ہم یہاں اس مختلف فیہ رفع یدین کے بارے میں ان کا نظریہ بھی پیش کر رہے ہیں، چنانچہ وہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب غنية الطالبين میں [ہیئاتِ نماز] کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:

(أَمَّا الْهَيْـئَاتُ فَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ هَيْئَةً: رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ).(146)

''نماز کی پچیس ہیئتیں ہیں: نماز کے شروع میں، اور رکوع جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرنا[بھی اُن میں شامل ہے]''.

آگے موصوف نے دوسری ہیئات بھی ذکر فرمائی ہیں، تو گویا انھوں نے بھی رفع یدین کے حق میں ہی فیصلہ دیا ہے، اور اب ..... اپنے بارے میں فیصلہ خود آپ کے ہاتھ میں ہے .

143) ماہنامہ والضحیٰ جلد۱۱ شمارہ۶ ، بابت ربیع الاوّل ۱۴۲۲ھ جون ۲۰۰۱ء تعزیتی وسوانحی مضمون جناب اختر حسین مدیر معاون، بر دفات شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ.

رفع الیدین سے متعلقہ بعض دیگر مسائل

استمرارِ رفع الیدین:

قائلینِ رفع یدین کے تمام دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ نبی ﷺ سے رفع یدین ثابت ہے، اور اس کے منسوخ کیئے جانے کا کوئی ثبوت نہیں، خصوصاً جبکہ اثباتِ رفع یدین کی احادیث میں جو لفظ [إِذَا] آیا ہے، وہ محاوراتِ عربیّہ کی رُو سے عمومِ وقت وزمان کے لیئے ہوتا ہے، جب تک کہ کوئی خارجی قرائن اسے مستثنیٰ نہ کردیں۔ اور [إِذَا] کے عمومِ زمان کے لیئے آنے کی مثالیں قرآنِ کریم میں بھی موجود ہیں، جیسے سورۂ انفال، آیت (۲۴) میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ......﴾ [سورة الانفال:۲۴]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول (ﷺ) تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے''.

سورۂ احزاب، آیت (۵۳) میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا﴾ [سورة الاحزاب:۵۳]

''لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو داخل ہوجاؤ''.

اسی طرح سورۂ احزاب کی اسی آیت (۵۳) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا ......﴾ [سورة الاحزاب:۵۳]

''اور جب کھانا کھا چکو تو پھر [نبی ﷺ کے گھر سے نکل کر] منتشر ہوجاؤ''.

سورۂ انفال، آیت (۱۵) میں فرمانِ الٰہی ہے :

﴿إِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفاً فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْأَدْبَارِ﴾ [سورة الانفال:۱۵]

144) ہفت روزہ الاسلام لاہور ۸ فروری ۱۹۸۰ء وہفت روزہ اہلحدیث جلد۳۲ شمارہ۳۵

"اے ایمان والو! جب تم لشکر کی صورت میں کفار سے (مقابلہ میں) دوچار ہوتو پیٹھ نہ پھیرو"۔

سورۂ انفال ہی کی آیت (۴۵) میں ہے :

﴿ اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا . ﴾ [سورة الانفال:٤٥]

"جب تم کسی گروہ سے مقابلہ پر اُترو تو ثابت قدم رہو"۔

ان سب آیات میں ﴿اذا﴾ عمومِ زمان کیلئے ہے، اسی طرح ہی [اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ، وَاِذَا رَكَعَ، وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ] میں رفع یدین کا حکم بھی عمومی ہے ۔

پھر احادیثِ رفع یدین میں [كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ] اور [كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا] کے صیغے وارد ہوئے ہیں، جبکہ [كَانَ يَفْعَلُ] کا صیغہ دراصل دوام واستمرار کے لیئے ہی آتا ہے، اگرچہ بعض مواقع پر کسی وجہ سے ایسا نہ بھی ہو، کیونکہ حقیقت کا ہر جگہ ہی مستعمل ہونا ضروری نہیں ہوتا ، غرض احادیثِ رفع یدین میں ماضی استمراری کے صیغے رفع یدین کے دوام واستمرار پر اور اس کے منسوخ نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اس فنی وعلمی موضوع کی تفصیل کے لیئے فتح الباری (۲/۲۵۷) کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں :

(وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ مَايَدُلُّ عَلٰى الْمُدَاوَمَةِ وَهُوَ قَوْلُهٗ بَعْدَ ذِكْرِ الْحَرْبَةِ: وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ السَّفَرِ).

"اور حدیثِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما میں اس بات کی دلیل بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اس پر ہمیشگی فرمائی اور اس بات کا پتہ ذکرِ حربہ [نیزہ] کے بعد والے یہ الفاظ دیتے ہیں : "اور آپ (ﷺ) سفر میں ہمیشہ ایسے ہی کیا کرتے تھے"۔

ایسے ہی امام شوکانیؒ کی کتاب ارشاد الفحول (ص:۱۱۵) میں ان کے الفاظ یہ ہیں :

بابت ۲۵ جمادیٰ الثانیہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۱ء

(ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ إِلٰى أَنَّ الْعُمُوْمَ لَهٗ صِيْغَةٌ مَوْضُوْعَةٌ لَهٗ حَقِيْقَةً وَهِيَ أَسْمَاءُ الشَّرْطِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالْمَوْصُوْلَاتِ وَالْجُمُوْعِ الْمُعَرَّفَةِ تَعْرِيْفِ الْجِنْسِ وَالْمُضَافَةِ وَاِسْمِ الْجِنْسِ وَالنَّكِرَةِ الْمَنْفِيَّةِ وَالْمُفْرَدِ وَالْمُحَلّٰى بِاللَّامِ وَلَفْظُ كُلٍّ وَجَمِيْعٍ وَنَحْوَهَا).

"جمہورِ علماء کا کہنا ہے کہ عموم کے لیئے مخصوص صیغہ وضع کیا گیا ہے جو کہ اسماءِ شرط واستفہام، موصولات، جمع معرّف ومضاف، اسم جنس، نکرۃ جنس، نکرۃ منفیہ، مفرد، معرّف باللام، [کُلّ] اور [جَمیع] وغیرہ ہیں"۔

یہ الفاظ اور ایسے ہی اہلِ علم کے بعض دیگر الفاظ حضرۃ العلاّم محدّث گوندلویؒ کی کتاب التحقیق الراسخ (ص:۵۱-۵۶) میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں ۔

رفع یدین کا حکم:

سابق میں ہم نے رفع یدین کی مشروعیّت وسنّیت اور اس کے عدمِ نسخ کے قائلین کے دلائل پر مبنی احادیث وآثار اور پھر بعض علماء وفقہاءِ احناف کے قول وعمل کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اب آیئے اس رفع یدین کا حکم معلوم کریں۔ چنانچہ قائلین وفاعلینِ رفع یدین کے یہاں، اس رفع یدین کے حکم کے بارے میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں مثلاً :

امام ابن خزیمہؒ سے نقل کرتے ہوئے علاّمہ بدرالدین عینی نے عمدة القاری میں لکھا ہے :

(قَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ : مَنْ تَرَكَ الرَّفْعَ فِيْ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَرَكَ رُكْناً مِنْ أَرْكَانِهَا).(147)

"امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں:

145) برِصغیر میں خدماتِ اہلحدیث از مولانا ارشاد الحق اثری، زیرِ عنوان "فتنۂ شہرت"۔

"جس نے نماز میں رفع یدین ترک کی، اس نے نماز کے ارکان میں سے ایک رکن کو ترک کیا"۔

لیکن اکثر علماء کا رجحان اس طرف ہے کہ رفع یدین رکن وشرط نہیں ہے ۔

بعض علماء نے رفع یدین کی احادیث میں پائے جانے والے تواترِ اسنادی وعملی کو دیکھتے ہوئے اسے واجب قرار دیا ہے، جیسا کہ علاّمہ ابنِ رشدؒ نے بدایۃ المجتہد میں اور حافظ ابن حجرؒ نے، امام اوزاعیؒ اور بعض اہل ظاہر سے نقل کیا ہے ۔(148)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثِ رفع یدین نقل کرکے امام طحاویؒ نے بھی شرح معانی الآثار میں لکھا ہے :

(فَأَوْجَبُوا الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ وَعِنْدَ النُّهُوْضِ مِنَ الْقُعُوْدِ اِلیٰ الصَّلوٰةِ كُلِّهَا).(149)

"رکوع کرتے، رکوع سے اُٹھتے اور قعدہ سے اُٹھ کر (ہاتھ باندھنے وقت) رفع یدین کرنے کو [فقہاء ومحدّثین] واجب کہتے ہیں"۔

امام بخاریؒ کے استاد امام علی بن مدینیؒ کا رجحان بھی رفع یدین کے وجوب کی طرف ہی لگتا ہے، کیونکہ موصوف کا ارشاد ہے :

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ حَقٌّ عَلیٰ الْمُسْلِمِيْنَ بِمَا رَوَیٰ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ).(150)

"امام زہریؒ نے سالمؒ اور پھر ان کے والد [ابنِ عمر رضی اللہ عنہما] کے طریق سے جو حدیث بیان کی ہے، اس کی رو سے رفع یدین کرنا تمام مسلمانوں پر حق ہے"۔

146) غنیۃ الطالبین عربی مع اردو ترجمہ (ص:۲۲،۲۳) ۔

اسی طرح امام سبکیؒ نے اپنے جزء رفع الیدین میں لکھا ہے :

(ذَهَبَ الْأَوْزَاعِيُّ وَالْحُمَيْدِيُّ وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمَا اِلیٰ أَنَّهٗ وَاجِبٌ ...الخ).

"امام اوزاعی وحُمیدی اور ان کے علاوہ اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک رفع یدین واجب ہے"۔

وجوب کی دلیل کے طور پر انھوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی ہے جس میں وہ بتاتے ہیں کہ نبی ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو فرمایا تھا :

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)).(151)

"تم اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح نماز پڑھتے تم نے مجھے دیکھا ہے"۔

اِس میں [صَلُّوْا] امر کا صیغہ ہے، جبکہ امر وجوب کے لیئے ہوتا ہے۔ اور تارکِ رفع یدین کے سلسلہ میں امام اوزاعی وحُمیدی نے بڑے سخت الفاظ کہے ہیں ۔(152)

کتاب الام میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں :

(لَايَجُوْزُ لِأَحَدٍ عَلِمَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عِنْدِيْ أَنْ يَّتْرُكَ اِلَّا نَاسِياً وَسَاهِياً).(153)

"میرے نزدیک مسلمانوں میں سے کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ رفع یدین کو ترک کرے، سوائے اس کے کہ وہ سہو ونسیان (بھول چوک) سے کبھی اس سے چھوٹ جائے"۔

147) عمدۃ القاري ۳/۷، بحوالہ التحقیق (ص:۹۳).

148) فتح الباری ۲/۲۱۸، ۲۱۹، بدایۃ المجتہد ۱/۱۳۳ .

149) شرح معانی الآثار (ص:۱۲۲)، بحوالہ التحقیق ایضاً ۔

علاّمہ ابن الجوزیؒ نے نزهة الناظر میں امام مُزنیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا :

(لا يَحِلُّ لِأَحَدٍ سَمِعَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ أَنْ يَّتْرُكَ الْإِقْتِدَاءَ بِفِعْلِهٖ).(154)

''جس شخص نے یہ حدیث سنی کہ نبی ﷺ نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ نبی ﷺ کی اس سنّت کی اقتداء ترک کرے''۔

ان سابقہ تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ امام ابن خزیمہ کے رکن وشرط کہنے کے سوا باقی نے اسے واجب شمار کیا ہے، جبکہ بعض اہلِ علم نے اسے ''سنّتِ مؤکّدہ'' کہا ہے اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔ اور غالبًا امام اوزاعی وحُمیدی نے واجب بھی انہی معنوی میں ہی کہا ہے، کیونکہ وہ رفع یدین کو شرط ورکن اور فرض بھی نہیں کہتے تھے اور اسی سنّتِ مؤکّدہ والے مسلک کو ہی بعض اہلِ علم نے راجح مسلک قرار دیا ہے کہ اسے دیدہ ودانستہ (جان بوجھ کر) تو نہ چھوڑا جائے، لیکن اگر کوئی چھوڑتا ہے تو اسکی نماز ہو جائیگی، البتہ ثواب میں کمی ہو جائیگی، اور ترکِ سنّت کی ذمّہ داری بھی سر رہے گی۔(155)

بعض علماء نے اسے محض سنّت ومستحب کہا ہے، جبکہ حضرت محدّث گوندلویؒ نے التحقيق الراسخ میں لکھا ہے کہ جب نبی ﷺ اور خلفاء وصحابہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ترک ونفی ثابت ہی نہیں تو پھر یہ قول مرجوح ہے۔(156)

---

150) جزء القراءة امام بخاری (ص:٣٦) .
151) تخریج گزر گئی ہے .
152) جزء رفع الیدین سبکی رحمۃ اللہ (ص:٩٦) جزء امام بخاری، بدایۃ ابن رشد

اور علاّمہ ابن رشد نے بداية المجتهد میں مختلف اقوال نقل کرکے لکھا ہے :

(وَالسَّبَبُ فِيْ اِخْتِلَافِهِمْ فِيْ حَمْلِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْ الصَّلٰوةِ هَلْ هُوَ عَلَىٰ النَّدْبِ أَوْ عَلَىٰ الْفَرْضِ؟هُوَالسَّبَبُ الَّذِيْ قُلْنَاهُ قَبْلُ مِنْ أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَرَىٰ أَنَّ الْأَصْلَ فِيْ أَفْعَالِهٖ ﷺ أَنْ تُحْمَلَ عَلَىٰ الْوُجُوْبِ حَتّٰى يَدُلَّ الدَّلِيْلُ عَلَىٰ غَيْرِ ذَالِكَ،وَمِنْهُمْ مَنْ يَّرَىٰ أَنَّ الْأَصْلَ أَنْ لاَ يُزَادَ فِيْمَا صَحَّ بِدَلِيْلٍ وَاضِحٍ مِنْ قَوْلٍ ثَابِتٍ أَوْاِجْمَاعٍ أَنَّهٗ مِنْ فَرَائِضِ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِدَلِيْلٍ وَاضِحٍ).(157)

''آئمہ کے مابین رفع یدین کے حکم میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اس کے حکم کو ندب پر محمول کیا جائے یا فرضیت پر؟ اور یہی سبب ہے کہ جس کے بارے میں ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کے افعال کو وجوب پر محمول کیا جائے الاّ یہ کہ کوئی دلیل اس کے برعکس ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ نماز کے فرائض میں سے جو امور صحیح حدیث یا اجماع سے ثابت ہیں ان میں کسی واضح دلیل کے سوا کسی امر کا اضافہ نہ کیا جائے''۔

خلاصہ:

ان سب اقوال کا مجموعی مفاد یہ ہے کہ رفع یدین نماز کا رکن یا صحتِ نماز کی شرط تو نہیں، اسی طرح اسے فرض وواجب بھی نہ کہیئے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ ان دونوں اقوال کے مقابلہ میں دوسری طرف یہ قول کہ اسے محض استحباب وندب کا حکم دے دیا جائے، تو یہ بھی اس کے شایانِ شان نہیں، بلکہ بکثرت احادیث کہ جن کے مجموعہ کو متواتر شمار کیا گیا ہے، ان کا تقاضا ہے کہ رفع یدین کو سنّتِ ثابتہ ومؤکّدہ اور غیر متروکہ و غیر منسوخہ مانا جائے اور اس سنّت پر عمل کیا جائے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

تکبیرِ تحریمہ اور رفع یدین

تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہی دونوں ہاتھوں کو کانوں تک یا کم از کم کندھوں تک اٹھانا (رفع الیدین کرنا) چاہیئے اور یہ پہلی مرتبہ والا رفع یدین متفق علیہ ہے، اور تمام معروف مذاہب میں سے کسی کا بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور اس رفع الیدین کا ذکر بھی بکثرت احادیث میں آیا ہے، مثلاً ایک تو حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ والی معروف حدیث ہے، جس میں وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بیٹھ کر نبی اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیّت وطریقہ بیان کرتے ہیں، چنانچہ صحیح بخاری، ابو داؤد، بیہقی اور شرح معانی الآثار طحاوی میں ان کی حدیث کے الفاظ میں ہے :

((رَأَیْتُهُ اِذَا کَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْهِ حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ)).(158)

''میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے جب تکبیر [تحریمہ] کہی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھایا''.

اُنہی سے مروی دوسرے صیغہ میں جو کہ جزء رفع الیدین امام بخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی، نسائی [صِفَةُ الرُّکُوْعِ مِنْهُ] ابن ماجه، دارمی، بیہقی، ابن حبّان، ابن خزیمه، ابن الجارود، اور مسند احمد میں ہے، اس میں وہ بیان کرتے ہیں :

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ اِعْتَدَلَ قَائِماً وَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ)).(159)

۱/۱۳۲.

153) کتاب الأمّ امام شافعی ۱/۹۰ .

154) حاشیه الدراری المضیئة ۱/۱۳۲ بحوالہ التحقیق (ص:۹۳).

155) مقدّمة جزء امام بخاری از گھر جاکھی (ص:۲۵) .

156) التحقیق (ص:۹۳) .

''نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے لگتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے، اور دونوں ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر تک لے جاتے''.

ایسے ہی بخاری و مسلم شریف اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت نافعؒ کا بیان ہے :

((کَانَ اِذَا دَخَلَ فِيْ الصَّلٰوةِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ)).

''وہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیرِ تحریمہ کہتے اور رفع یدین کرتے تھے''.

آگے چل کر صحیح بخاری میں ہی لکھا ہے :

((وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ)).(160)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اس فعل کی بنیاد نبی اکرم ﷺ کا عملِ مبارک قرار دیا ہے''.

صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

((رَأَیْتُ النَّبِيَّ ﷺ اِفْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِيْ الصَّلٰوةِ، فَرَفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ)).(161)

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیرِ تحریمہ سے نماز کا آغاز کیا اور تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھایا''.

صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے:

---

157) بدایة المجتهد: ۱/۱۳۴ .

158) بخاری ۲/۳۰۵، ابو داؤد ۲/۴۲۷، ارواء الغلیل للالبانی ۲/۱۳، مشکوٰۃ ۱/۲۴۸ .

159) ابو داؤد ۲/۴۱۶، ترمذی ۲/۲۱۱، ۲۱۲، صحیح الترمذی ۱/۹۶، صحیح ابن ماجه

((اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَ رَفَعَ یَدَیْهِ)) .

''وہ جب نماز پڑھنے لگتے تو تکبیرِ تحریمہ کہتے اور رفع یدین کرتے تھے''.

اس حدیث کے آخر میں راویٔ حدیث حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں:

((وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ هٰكَذَا)).(162)

''اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا''.

ان سب سے اور ایسی ہی دیگر احادیث سے تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنے کا پتہ چلتا ہے.

انہی سب احادیث کے پیشِ نظر یہ رفع یدین ایک متّفق علیہ امر ہے، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کے استحباب پر پوری امّت کا اجماع ہے۔

تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں کہ رفع یدین کسی بھی جگہ واجب نہیں، اس پر بھی اجماع ہے اِلّا یہ کہ امام داؤد ظاہری اور شافعیہ میں سے احمد بن یسار نے اس کو واجب کہا ہے .(163)

علاّمہ ابن حزم، امام ابن المنذر اور ابن السبکی نے بھی، امام نووی کی طرح اس رفع یدین پر اجماع نقل کیا ہے.(164)

امام اوزاعی، ابن حُمید اور ابن خزیمہ سے بھی امام حاکم کے حوالہ سے حافظ ابن حجر نے وجوب کا قول نقل کیا ہے، اور قاضی حسین سے امام احمد کے بارے میں بھی وجوب کا

۱/۱۷۴، مسند احمد (الفتح الربانی) ۳/۱۵۳، ۱۵۶، دارمی حدیث ۱۳۵۶، محلّی ۴/۹۱، جزء القراءۃ امام بخاری (ص:۳۷) مترجم اور جزء رفع یدین امام بخاری (ص:۳۷، ۳۸)، المنتقٰی مع نیل الاوطار ۲/۱/۱۸۴۔۱۸۵، الارواء ۲/۱۳، ۱۴، موارد الظمآن: ۴۹۱ (ص:۱۳۳) .

قول ذکر کیا ہے.(165)

علاّمہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ افتتاحِ نماز کے وقت رفع یدین کے جواز پر علماءِ امّت کا اجماع ہے، اور بعض فقہاءِ احناف نے کہا ہے کہ اس رفع یدین کا تارک گناہگار ہے، جبکہ حافظ ابن حجر نے سب سے بہتر تعبیر امام ابن المنذر کے الفاظ کو قرار دیا ہے، جس میں وہ کہتے ہیں :

(لَمْ یَخْتَلِفُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ).(166)

''اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ آغازِ نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے''.

غرض امام بیہقی نے اپنے استاذ امام حاکم سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کوئی ایسی سنّت نہیں ہے جسے بیان کرنے پر چاروں خلفاء، عشرہ مبشّرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف ممالک میں بکھرے ہوئے ہونے کے باوجود متّفق ہوں، سوائے تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنے کے، اور خود امام بیہقی نے بھی اپنے استاد کی تائید کی ہے.(167)

یہاں ہم یہ بات بھی ذکر کر دینا چاہتے ہیں کہ صاحبِ فقہ السنّہ (168) سیّد سابق سے تسامح ہوا ہے، اور انھوں نے حافظ ابن حجر کے حوالہ سے لکھ دیا ہے کہ اس رفع یدین کی روایت عشرہ مبشّرہ سمیت پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی ہے، جبکہ فتح الباری میں اپنے استاذ ابوالفضل الحافظ کے حوالہ سے حافظ ابن حجر نے یہ بات رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے بارے میں کہی ہے، جس سے پہلے یہ بھی لکھا ہے کہ امام بخاری نے

---

160) بخاری ۲/۲۲۱، مشکوٰۃ ۱/۲۴۸ یہ حدیث متواتر ہے .

161) بخاری حدیث ۷۳۸، مسلم ۴/۹۳، صحیح ابی داؤد ۶۶۳، صحیح ترمذی ۲۱۰، صحیح نسائی ۸۴۴، ابن ماجہ ۸۵۸، دارمی ۱۳۸ .

جزء رفع الیدین میں ذکر کیا ہے کہ اس رفع یدین کو سترہ صحابہ ﷺ نے روایت کیا ہے، اور امام حاکم وابن مندہ ابوالقاسم نے ذکر کیا ہے کہ اسے روایت کرنے والوں میں سے عشرۂ مبشرہ بھی ہیں، اور آگے جملہ پچاس صحابہ ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔(169)

اس تسامح پر شیخ البانی نے بھی کوئی مؤاخذہ نہیں کیا، ورنہ تمام المنّہ میں وہ ایسا کوئی شاذ ہی موقع ہاتھ سے جانے دیتے ہیں، ہاں اگر یہ بات حافظ ابن حجر کی کسی دوسری کتاب کے حوالے سے ہو تو ممکن ہے۔

کندھوں یا کانوں تک:

یہ احادیث جو ذکر کی گئی ہیں ان میں سے بعض میں تو مطلق رفع یدین کا ذکر آیا ہے، اس بات کی تعیین نہیں آئی کہ ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا ہے؟ جبکہ ان میں سے ہی تین احادیث میں ہاتھوں کو اٹھانے کی حد یعنی کندھوں کا بھی ذکر آیا ہے، جیسا کہ ان احادیث میں سے پہلی میں [حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ]، دوسری میں [حَتّٰی یُحَاذِيَ بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ] اور چوتھی میں [حَتّٰی یَجْعَلَھُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ] کے الفاظ اس بات کا پتہ بتاتے ہیں کہ رفع یدین کے لئے ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر تک اٹھانا چاہیئے، جبکہ بعض دوسری احادیث ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین کے لئے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھانا چاہیئے، جیسا کہ صحیح مسلم، نسائی، مسند احمد اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت مالک بن حویرث ﷺ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں وہ بتاتے ہیں :

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِيَ بِھِمَا أُذُنَیْہِ)).(170)

162)بخاری ۷۳۷، مسلم مع النووی ۴/۹۴، صحیح ابی داؤد ۶۸۰، صحیح نسائی ۸۴۹، المنتقیٰ ۱/۲/۱۸۳، الارواء ۲/۶۷ بحوالہ صحیح نسائی ۱/۱۹۲، ابنِ ماجہ ۸۵۹ .

163)شرح نووی ۲/۳/۹۵ .

164)نیل الاوطار ۱/۲/۱۷۷ .

”نبی اکرم ﷺ جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ دونوں کانوں کے برابر لے جاتے تھے“

جبکہ مسلم ونسائی اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے :

((حَتّٰی یُحَاذِيَ بِھِمَا فُرُوْعَ أُذُنَیْہِ)).(171)

”یہاں تک کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو کانوں کی شاخوں (چوٹیوں) تک اٹھاتے تھے“.

یہاں یہ بات پیشِ نظر رکھیں کہ حدیث میں [فُرُوْعَ أُذُنَیْہِ] کے الفاظ آئے ہیں، اور اس [فُرُوْعَ] کا معنی کانوں کی چوٹیاں ہے، جو کانوں کی اوپر والی بالائی جانب ہے نہ کہ نیچے والی لویں۔(172) کیونکہ کانوں کی لوؤں کے لئے [شَحْمَۃ] کا لفظ آتا ہے .

ان احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ ہاتھوں کو اٹھانے کی حدود تین مقامات ہیں :

① کندھوں تک. ② کانوں تک. ③ کانوں کی چوٹیوں تک.

بلا تفریق مرد وزن کندھوں یا کانوں تک ہاتھوں کو اٹھایا جائے، کوئی مرد کندھوں تک ہاتھ اٹھائے یا کانوں تک، اور کوئی عورت کانوں تک ہاتھ اٹھائے یا کندھوں تک ہر طرح جائز وروا ہے، اور علاّمہ نووی وحافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے امام شافعیؒ سے ہاتھوں کو اٹھانے کی مقدار کے بارے میں وارد ہونے والی مختلف احادیث کو یکجا جمع کرنے، اور ان سب پر بیک وقت عمل کرنے کا ایک طریقہ نقل کیا ہے، جس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس طریقہ یا ترکیب کو سبھی علماء وفقہاء نے بنظرِ استحسان

165)نیل الاوطار ۱/۲/۱۷۷، فتح الباری ۲/۲۱۹ .

166)فتح الباری ۲/۲۱۹ .

167)بحوالۂ سابقہ .

168)فقہ السنہ ۱/۱۴۲ .

دیکھا ہے، اور وہ یوں کہ نمازی اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اس انداز سے اٹھائے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے کانوں کی چوٹیوں یا بالائی حصوں کے برابر ہوجائیں، اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے دونوں کانوں کی نچلی لوؤں تک پہنچ جائیں، اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں ۔(173)

موصوف کی اس جمع و تطبیق اور مطابقت و موافقت کو اگرچہ تمام علماء وفقہاء نے بنظرِ استحسان دیکھا ہے لیکن یہ ضروری بھی نہیں ہے، اگر کسی کو آسانی سے اس کا تجربہ ہوجائے تو فبہا، ورنہ کسی ایک طریقے پر عمل بھی جائز ہے، اور ویسے بھی ابو داؤد کی جن دو روایتوں میں سے ایک میں:

((وَحَاذٰی اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ))

اور دوسری میں:

((يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلىٰ شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ))

کے الفاظ آئے ہیں، وہ دونوں ہی صحت وضُعف کے اعتبار سے مختلف فیہ ہیں، اور منقطع السند ہونے کی وجہ سے شیخ البانی کے یہاں ضعیف السند قرار دی گئی ہیں، البتہ حافظ ابن حجر کا انداز بتاتا ہے کہ وہ حسن درجہ کی ہیں ۔(174)

مردوزن کے رفع یدین میں عدمِ فرق

احادیثِ شریفہ میں واردان حدود میں یہ کہیں بھی ذکر نہیں آیا کہ ان میں سے کسی مقام کو مردوں کیلئے خاص کردیا جائے، اور کسی کو عورتوں کے ساتھ مخصوص مان لیں، بلکہ مردوزن اس معاملہ میں بھی برابر ہیں کہ مرد اِن میں سے جس حد تک چاہیں رفع یدین کریں، اور عورتیں بھی جس حد کو چاہیں اختیار کرلیں، کسی کے لئے کسی حد کی

169) فتح الباری ۲۲۰/۲ اور یہی معاملہ التلخیص الحبیر کا ہے جو ہمارے خیال میں ان کا اصل ماخذ ہے، اسمیں بھی فتح الباری کی طرح ہی ہے، دیکھیئے: التلخیص ۲۲۰/۱/۱ .

کوئی تخصیص کسی صحیح حدیث شریف میں ہرگز وارد نہیں ہوئی .

حافظ ابن حجر رحمہٗ اللہ:

چنانچہ اس سلسلہ میں فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور عون المعبود شرح ابی داؤد میں علّامہ شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

(لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلىٰ التَّفْرِقَةِ فِيْ الرَّفْعِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ ، وَعَنِ الْحَنَفِيَّةِ : يَرْفَعُ الرَّجُلُ اِلىٰ الْاُذُنَيْنِ وَالْمَرْأَةُ اِلىٰ الْمَنْكِبَيْنِ لِأَنَّهٗ اَسْتَرُلَهَا. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ).(175)

’’کسی حدیث میں ایسا کوئی اشارہ بھی وارد نہیں ہوا جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ رفع یدین کے معاملہ میں مردوزن کے مابین فرق ہے [اس کے برعکس] احناف کہتے ہیں کہ مرد کانوں تک اور عورت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ، یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کا باعث ہے (اور اللہ سب سے بہتر جانتا ہے)‘‘.

امام شوکانی رحمہٗ اللہ:

اس سلسلہ میں کہ مردوزن کے مابین فرق کا کوئی ثبوت نہیں ہے، معروف محقّق ومجتہد امام شوکانی رحمہٗ اللہ نے اپنی مشہور تحقیقی کتاب نیل الاوطار میں لکھا ہے:

(وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ تَشْتَرِكُ فِيْهَا الرِّجَالُ وَ النِّسَاءُ ، وَلَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلىٰ الْفَرْقِ بَيْنَهُمَافِيْهَا، وَكَذَا لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلىٰ الْفَرْقِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِيْ مِقْدَارِ الرَّفْعِ، وَرُوِيَ عَنِ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ اِلىٰ الْاُذُنَيْنِ وَ الْمَرْأَةُ تَرْفَعُ اِلىٰ الْمَنْكِبَيْنِ، لِأَنَّهٗ اَسْتَرُلَهَا، وَلَادَلِيْلَ عَلىٰ ذٰلِكَ

170) مسلم ۹۴/۴/۲، صحیح نسائی حدیث ۸۴۸، ابن ماجہ ۸۵۹، الفتح الربانی

كَمَا عَرَفْتَ).(176)

"اور یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ یہ رفع یدین ایسی سنّت ہے جس میں مردوزن دونوں مشترک ہیں، اور ایسی کوئی حدیث وارد و ثابت نہیں ہے جو ان کے مابین اس معاملہ میں فرق کرنے پر دلالت کرتی ہو، اور نہ ہی ایسی کوئی حدیث ملتی ہے جو مردوزن کے مابین ہاتھ اٹھانے کے فرق پر دلالت کرتی ہو، اور احناف سے مروی ہے کہ مرد کانوں تک اور عورت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے، کیونکہ یہ عورت کے لئے زیادہ ساتر ہے، لیکن [ان کے پاس] اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل ذکر کی جاچکی ہے"۔

نتیجہ :

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ھدایہ (۶۴/۱)، کبری (ص:۳۰۰) اور شرح وقایہ (ص:۷۲ بحوالہ نماز مسنون صوفی عبدالحمید سواتی ص:۳۱۶)، شرح وقایہ، کنزالدقائق، ردّ المحتار یعنی فتاویٰ شامی، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ عالمگیری .(177) اور السعایہ حاشیہ وشرح وقایہ (178) وغیرہ میں جو عورت کو صرف کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا مشورہ دیا گیا ہے، اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے، اور دلیل کی عدم موجودگی کی وجہ ہی ہے کہ اس مشورے کے باوجود ان کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ کانوں تک بھی عورت کا ہاتھوں کو اٹھانا جائز ہے . (179)

یہی صحیح بھی ہے، اور پہلا مشورہ ہمارے نزدیک ایک بہت بڑی جسارت ہے، کیونکہ جب قرآن وحدیث اس معاملہ میں خاموش ہیں تو پھر کسی فقیہہ ومجتہد یا مفتی وعالمِ دین کو اس بات کا کہاں حق پہنچتا ہے کہ وہ از خود ایسی من مانی تفریق کا دین

۲۲۱/۲، المنتقیٰ ۱/۱۸۳/۲، مشکوٰۃ ۲۴۸/۱، الفتح ۲۲۱/۲ .

171) مسلم مع النووی ۹۵/۴، صحیح نسائی حدیث ۸۴۹، ۱۹۲/۱ .

172) دیکھیئے: لغات الحدیث علّامہ وحید الزمان جلد ۳، کتاب ف (ص:۵۵) و جلد ۳، کتاب ش (ص:۲۹) طبع میر محمد کراچی ، مختار الصحاح (ص:۹۹۴، ۳۳۱) .

میں اضافہ کرے .

مسئلہ مطلق ہے، اسے مطلق ہی رہنے دیں کہ کوئی کندھوں تک اٹھائے یا کانوں تک، ہر طرح سے ثابت ہے، اور بعض معاصرین نے اس مذکورہ مشورے کو ثابت کرنے کے لئے بڑے ہاتھ پاؤں مارے ہیں، اور ایک مرفوع روایت تلاش کرہی لی ہے، جسے کنز العمال میں شیخ علی متقی ھندی نے (ص:۳۰۷، ج۷) طبرانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، جس کے الفاظ بروایت حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ یہ ہیں:

((إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَ الْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا)).(180)

" جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر تک اٹھاؤ، اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے پستانوں [چھاتی] کے برابر تک اٹھائے"۔

اس روایت کے سلسلہ میں پہلی بات تو یہ کہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام شوکانی رحمہما اللہ کی تحقیقات میں اس بات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابلِ استدلال ہے ورنہ ان کے الفاظ:

[لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلىٰ التَّفْرِقَةِ فِي الرَّفْعِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ]

اور

[لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلىٰ الْفَرْقِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي مِقْدَارِ الرَّفْعِ]

کا کوئی معنیٰ ہی نہیں بنتا، ایسے ہی دورِ حاضر کے معروف محدّث علّامہ البانی نے بھی صفة صلوٰۃ النبی ﷺ کے آخری صفحہ پر لکھا ہے :

173) فقه السنه ۱۴۲/۱، الفتح الربانی ۲۲۱/۲، شرح نووی ۹۵/۴/۲ .

(كُلُّ مَا تَقَدَّمَ مِنْ صِفَةِ صَلوتِهٖ ﷺ يَسْتَوِيْ فِيْهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ وَلَمْ يَرِدْ فِي السُّنَّةِ مَا يَقْتَضِيْ اِسْتِثْنَاءَ النِّسَآءِ مِنْ بَعْضِ ذٰلِكَ ، بَلْ اِنَّ عُمُوْمَ قَوْلِهٖ ﷺ ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) يَشْمُلُهُنَّ).

''نبی اکرم ﷺ کی نماز کے طریقہ کے بارے میں ہم نے جو تفصیلات بیان کی ہیں ان میں مرد وزن سب برابر ہیں، اور سنتِ نبوی یعنی حدیث میں ایسی کوئی چیز وارد نہیں ہوئی جو بعض معاملات میں مرد وزن کے مابین فرق کی متقاضی ہو، بلکہ اس ارشادِ نبوی: ''تم اُسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے''، اس میں عورتیں بھی شامل ہیں''

یاد رہے کہ یہ ارشادِ نبوی ﷺ صحیح بخاری شریف اور مسند احمد میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔(181)

یہ صحیح حدیث بھی طبرانی و کنز العمّال والی روایت کے ضعیف ہونے کا قرینہ ہے، اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہٗ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے :

(تَفْعَلُ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلٰوةِ كَمَا يَفْعَلُ الرَّجُلُ).(182)

''عورت اسی طرح نماز پڑھے جس طرح کہ مرد نماز پڑھتا ہے''۔

اور پھر عورت کے کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی دلیل کے طور پر جو یہ روایت لائی گئی ہے، اس میں تو کندھوں کا ذکر ہی نہیں، بلکہ پستانوں کا لفظ آیا ہے، جبکہ چھاتی تک ہاتھ اٹھانے کا تو کوئی بھی قائل نہیں، اور اگر اس سے اپنا نظریہ کشید کرنے کیلئے یہ کہیں کہ چھاتی تک ہاتھ اٹھائے جائیں، تو انگلیاں یا کم از کم ان کے پورے کندھوں

174) فتح الباری ۲۲۱/۲، تحقیق المشکوٰۃ للالبانی ۲۵۲/۱ .

175) فتح الباری ۲۲۲/۲، عون المعبود .

کے قریب پہنچ ہی جائیں گے، تو بھئی اس کھینچا تانی کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سیدھی سی بات ہے کہ احادیث میں کندھوں اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر آیا ہے، یہی سنّت ہے، اور بلا تفریق مرد وزن جو جس طریقہ کو اختیار کرلے جائز ہے، اور اسی میں ہی برکت بھی ہے، البتہ بعض سلف صالحین [مَردوں] کا دستور رہا ہے کہ وہ سینے تک ہاتھ اٹھاتے تھے، جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ سینے تک ہاتھ اٹھاتے تھے، اور ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہاں تک ہاتھ اٹھاتے تھے؟ اُس مقام پر اشارہ کرکے بتایئے تو :

(فَأَشَارَ اِلَى الثَّدْيَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْهُ).

''انھوں نے چھاتی [سینے] کی طرف اشارہ کیا یا اس سے نیچے کی طرف''.

ان کا یہ عمل چاروں جگہ یعنی تکبیرِ تحریمہ، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے اور ہاتھ باندھتے وقت تھا، البتہ ابو داؤد میں ہی یہ الفاظ بھی ہیں :

((وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا اِلَى ثَدْيَيْهِ)).(183)

''اور جب وہ تیسری رکعت کیلئے اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پستانوں [یعنی سینے] تک اٹھاتے''.

صحیح احادیث کے مقابلہ میں بھلا اس اور ایسے ہی دیگر آثار کی کیا حیثیت ہوگی؟ یہ تو اس مرفوع روایت کے بارے میں ہوا، جبکہ دوسری کوئی مرفوع روایت نہیں لائی گئی بعض آثار ہیں، جن کے برعکس صحیح احادیث شریفہ کا اطلاق ہوتا ہے، جو ہم نے ذکر کی ہیں، ایسے ہی صحیح سند والا حضرت ابراہیم نخعیؒ کا اثر بھی ہے، اس طرح اِن آثار کی کوئی

176) نیل الاوطار ۱۸۴/۲/۱ .

177) بحوالہ الظفر المبین (ص:۱۰۴) مولانا ابوالحسن سیالکوٹی .

حیثیت ہی باقی نہیں رہ جاتی، لہٰذا ہم ان کے تذکرہ اور ان پر نقد و تبصرہ سے صرفِ نظر کر رہے ہیں .(184)

کانوں کو ہاتھ لگانا:

یہاں ایک بات واضح کرتے جائیں کہ ہمارے بہت سارے احباب تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے اپنے کانوں کو نہ صرف یہ کہ ہاتھ لگاتے ہیں، بلکہ کئی لوگ ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ وہ دونوں کانوں کی لَوؤں کو باقاعدہ پکڑ بھی لیتے ہیں۔ احادیثِ رسول ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ احادیثِ صحیحہ کی رو سے سنّت صرف دونوں ہاتھوں کو کانوں یا کندھوں کے برابر تک اٹھانا ہے، نہ کہ کانوں کو انگوٹھے لگانا اور نہ ہی انگلیوں سے پکڑنا، اور جو لوگ تکبیرِ تحریمہ کے وقت اپنے کانوں کو انگشت ہائے شہادت اور انگوٹھوں سے پکڑ لیتے ہیں، ان کی ہتھیلیاں ظاہر ہے کہ ان کے اپنے منہ یا گالوں کی طرف ہو جاتی ہیں، اور اگر مزید وسعت سے کام لیں تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی (پاک و ہند کے حساب سے) جنوب کی طرف اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی شمال کو ہوتی ہے۔

جبکہ یہ اندازِ رفع یدین نہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ و تابعین رحمہم اللہ سے، اور نہ ہی آئمۂ مجتہدین نے ایسے رفع یدین کرنے کا کہا ہے، بلکہ رفع یدین کے وقت ہتھیلیوں کے قبلہ رو ہونے کا پتہ بعض آثار سے بھی چلتا ہے، جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے، اور مالکیوں کے سوا تینوں آئمہ رحمہم اللہ ہتھیلیوں کو قبلہ رو رکھنے کے ہی قائل ہیں، جبکہ مالکیہ ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف رکھنے کا کہتے ہیں، لہٰذا رفع یدین کرتے اور تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت ان لوگوں کا انداز جو کانوں کو پکڑ لیتے

178) بحوالہ ماہنامہ آثار مئوناتھ، جلد اول، شمارہ ۶۵، ''مرد و زن کی نماز میں عدمِ فرق'' کے سلسلہ میں علاّمہ عبیداللہ رحمانی کی تحقیقات۔ 179) حوالۂ سابقہ ۔

180) بحوالہ مسنون نماز از سواتی حنفی (ص:۳۱۷) ۔

ہیں، سنّتِ رسول ﷺ اور تعاملِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ جمہور آئمہ اور علماءِ امّت کے بھی خلاف ہے، بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ یہ فعل وہم یا وسواس کا نتیجہ ہے۔ (185)

تکبیر اور رَفع یدین کا وقت:

یہاں ایک یہ بات بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین کرنے کے وقت کے بارے میں تین طرح کی احادیث موجود ہیں:

ان میں سے ایک تو وہ احادیث ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ تکبیر کہنے کے ساتھ ہی رفع یدین کرتے تھے۔ بیک وقت تکبیر کہنے اور رفع یدین کرنے کا پتہ دینے والی احادیث میں سے ایک صحیح بخاری شریف اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں وہ بیان فرماتے ہیں :

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ)). (186)

''نبی اکرم ﷺ آغازِ نماز کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے''۔

اس حدیث [يَرْفَعُ يَدَيْهِ......اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ] کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ تکبیر اور رفع یدین دونوں فعل ایک ہی وقت میں ہوں گے، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے :

[بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى مَعَ الْإِفْتِتَاحِ سَوَاءً.]

''اس بات کا بیان کہ افتتاح و آغازِ نماز کے وقت تکبیرِ اولیٰ اور رفع یدین بیک وقت (اکٹھی ہی) ہونی چاہئیں''۔

181) بخاری حدیث (۷۳۱، ۲۰۰۸) منتقی ۱/۲/۱۷۵ .

182) بحوالہ صفۃ الصلوٰۃ (ص:۱۱۴).

ایسے ہی صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے الفاظ یوں ہیں:

((رَأَیْتُ النَّبِيَّ ﷺ اِفْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِي الصَّلٰوۃِ فَرَفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ یُکَبِّرُ)). (187)

”میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز کے آغاز میں تکبیر کہتے وقت [ساتھ ہی] رفع یدین کی“.

سنن ابی داؤد، بیہقی اور مسند احمد میں حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ تکبیر ورفع یدین بیک وقت ہی ہونی چاہئیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں:

((رَفَعَ یَدَیْهِ مَعَ التَّکْبِیْرِ)). (188)

”نبی اکرم ﷺ نے تکبیر کے ساتھ ہی رفع یدین کی“

اِن احادیث کی بناء پر شافعیہ نے اسی انداز کو ترجیح دی ہے. (189)

بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پہلے رفع یدین کرتے اور پھر تکبیر کہتے تھے، چنانچہ صحیح بخاری ومسلم، نسائی، بیہقی اور ابن خزیمہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

(کَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَکُوْنَا بِحَذْوِ مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ). (190)

”نبی اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا اور پھر تکبیر کہی“.

183) سنن ابی داؤد ۱/۱۹۸ تحت حدیث ۷۴۱ وضعیف سنن ابی داؤد (ص:۷۲) التحقیق الراسخ محدّث گوندلوی (ص:۴۷).

184) ہم نے مولانا محمد حنیف منجاکوٹی کی ایک کتاب ”مرد و زن کی نماز میں فرق؟“ بھی نظر ثانی وتہذیب کر کے شائع کر دی ہے جو کہ دراصل پندرہ روزہ ترجمان دہلی میں شائع ہونے والا

اس کی تائید ابو داؤد کی ایک حدیث سے بھی ہوتی، لیکن اُس میں [ثُمَّ کَبَّرَ] کے الفاظ کو بعض محدّثین نے ”مُنکَر“ قرار دیا ہے. (191)

فقہاءِ احناف میں سے صاحبِ ہدایہ نے اسی انداز کو ہی صحیح تر قرار دیا ہے. (192)

بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ تکبیرِ تحریمہ پہلے کہی جائے اور پھر ساتھ ہی بعد میں رفع یدین کی جائے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم اور سنن نسائی میں ہے، چنانچہ ابوقلابہ سے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے :

((أَنَّهُ رَأَیٰ مَالِکَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ)).

”انھوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب انھوں نے نماز پڑھی تو پہلے تکبیر کہی اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا [رفع یدین کی]“.

اس حدیث کی آخر میں ہے :

((وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَفْعَلُ هٰکَذَا)). (193)

”اور انھوں [مالک رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں کہا ہے :

(لَمْ أَرَ مَنْ قَالَ بِتَقْدِیْمِ التَّکْبِیْرِ عَلَی الرَّفْعِ). (194)

ایک مقالہ ہے اور اس میں بعض دیگر فرق بھی آ گئے ہیں جن کی بنیاد کسی صحیح دلیل پر نہیں۔

185) تحقیق مشکوٰۃ ۱/۲۵۲ .

186) صحیح بخاری ۲/۲۱۸ .

187) صحیح بخاری ۲/۲۲۱ .

188) صحیح ابی داؤد ۱/۱۳۹، ۱۴۰ حدیث ۶۶۵ المنتقی ۱/۲/۱۷۹، فتح الباری ۲/۲۱۸ .

''میری نظر میں ایسا کوئی شخص نہیں جس نے تکبیر پہلے اور رفع یدین بعد میں کرنے کا کہا ہو''.

حافظ ابنِ حجر رحمہٗ اللہ کا یہ قول ہی امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار (۱۷۹/۲/۱) میں نقل کیا ہے، لیکن کوئی تبصرہ نہیں کیا، اور انہی [حافظ ابن حجر] سے نقل کرتے ہوئے سید سابق نے فقہ السنّہ میں بھی یہ بات لکھی ہے، جبکہ فقہ السنّہ سے متعلقہ ضروری تعلیقات پر مشتمل کتاب تمام المنّہ میں شیخ البانی نے ان کی اس بات پر ان کا مؤاخذہ کیا ہے، اور لکھا ہے کہ کوئی اس کا قائل کیوں نہیں، ضرور ہے۔

احناف کے یہاں ایک قول یہ بھی ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد رفع یدین کی جائے، اور جب صحیح حدیث میں بھی یہ ثابت ہے تو پھر کسی کے قائل ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اور اس پر عمل کرنے سے توقّف کرنے کا کوئی عذر یا جواز باقی نہیں رہ جاتا، خصوصاً جبکہ اس صحیح حدیث کی ایک شاہد حدیث بھی سنن دار قطنی میں حضرت انس ؓ سے مروی موجود ہے۔ (195)

لہٰذا حق بات یہی ہے کہ تینوں ہیئات وصورتیں ہی قابلِ عمل ہیں، کبھی کسی اور کبھی کسی پر عمل کیا جائے، کیونکہ اسی میں نبی اکرم ﷺ کی زیادہ اتّباع واطاعت ہے۔ (196)

ویسے خود حافظ ابن حجر رحمہٗ اللہ نے بھی فتح الباری میں رفع یدین کے لیٔے ان تینوں اوقات کو ثابت کیا ہے، اور خصوصاً زیرِ بحث صورت کے بارے میں لکھا ہے:

(وَقَدْ وَرَدَ تَقْدِيْمُ الرَّفْعِ عَلىٰ التَّكْبِيْرِ وَ عَكْسِهٖ وَأَخْرَجَهَا مُسْلِمٌ). (197)

---

189) فتح الباری ۲۱۸/۲ .

190) بخاری: ۷۳۶، مسلم ۹۳/۴/۲، ۹۴، صحیح نسائی حدیث: ۸۴۶، ابن خذیمہ (ص: ۲۳۲، ۲۳۳)، المنتقیٰ ۱۷۹/۲.

''اور تکبیر سے پہلے اور تکبیر کے بعد رفع یدین کے بارے میں دونوں طرح کی احادیث صحیح مسلم میں وارد ہیں''.

تو گویا موصوف نے عمومی حالت کے بارے میں اپنی معلومات کا اظہار کردیا ہے، کیونکہ عموماً رفع یدین کی پہلی دوصورتیں ہی مروّج ہیں، بلکہ ان میں سے بھی پہلی زیادہ معمول بہ ہے، جبکہ یہ تینوں ہی سنّت اور ثابت ہیں، لہٰذا کبھی تیسری صورت پر بھی عمل ہوجائے تو اچھا ہے۔

رفع یدین کے وقت ہاتھوں اور ہتھیلیوں کی کیفیّت:

اب آیئے یہ بھی دیکھ لیں کہ رفع یدین کے وقت ہاتھوں اور ہتھیلیوں کی کیفیّت کیا ہونی چاہیئے؟ بالفاظِ دیگر یہ کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کو کیسے رکھنا چاہیئے؟

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ رفع یدین کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو یوں پھیلا کر رکھنا چاہیئے کہ انگلیاں کھلی ہوں، مُٹھی کی طرح بند نہ رکھی جائیں، جیسا کہ ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ خذیمہ، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے:

((ثَلاَثٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِنَّ قَدْ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَدّاً اِذَا دَخَلَ فِيْ الصَّلٰوةِ)).

''تین کام ایسے ہیں کہ جنھیں نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے، اور لوگ انہیں چھوڑ بیٹھے ہیں، آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کھول کر رفع یدین کرتے تھے''.

یہ مسند احمد میں وارد اِس حدیث کے ابتدائی الفاظ ہیں، جبکہ ابنِ خذیمہ کا سیاق کافی مفصّل ہے، لیکن آغاز اسی طرح ہے، اور سنن میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلىٰ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ

191) صحیح ابی داؤد حدیث: ۶۶۳، تحقیق المشکوٰۃ للالبانی ۲۵۲/۱ .

مَدّاً)).(198)

''نبی اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کھول[پھیلا] کر رفع یدین کرتے تھے''.

علاّمہ ابن عبدالبر نے[مَدُّ الْیَدَیْنِ] یعنی ہاتھوں کو کھولنے یا پھیلانے کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد دونوں ہاتھوں کو کھول کر کانوں اور سر کی طرف لمبا کرنا ہے، اور امام شوکانی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ہاتھوں کی انگلیوں کو عام حالت میں رکھتے ہوئے سیدھا کرنا ہے، جو انگلیوں کو دائیں بائیں پھیلانے اکڑانے کے برعکس ہے . (199)

اس معنیٰ ومفہوم کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس حدیث کی بعض روایات یا سیاق میں انگلیوں کی حالت کے بارے میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں :

((لاَ یُفَرِّجُ بَیْنَهَا وَ لاَ یَضُمُّهَا)). (200)

''نبی اکرم ﷺ (رفع یدین کے وقت) ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ تو چوڑائی میں کھول کر رکھتے تھے اور نہ ہی باہم جوڑ کر [بلکہ عام حالت میں رکھتے]''.

ان الفاظ سے رفع یدین کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کی کیفیّت تو بالکل واضح ہوگئی کہ انھیں معمول کے مطابق طبعی حالت میں ہی رہنے دینا چاہیئے، انھیں اکڑا کر سیدھا کرنے یا دائیں بائیں پھیلانے کا تکلّف نہیں کرنا چاہیئے، اور نہ ہی مُٹھیاں بھینچ کر رکھی جائیں، بلکہ ہاتھوں کی انگلیوں کو بلا تکلّف کھلا رکھنا ہی کافی ہے، البتہ

192) فتح الباری ۲/۲۱۸ .

193) بخاری حدیث: ۷۳۷، مسلم ۲/۴/۹۴، صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ (ص: ۴۳)، فقہ السنہ ۱/۱۴۳.

194) فتح الباری ۲/۲۱۸ .

195) تمام المنّۃ (ص: ۱۷۳) .

سنن ترمذی میں یہ حدیث ایک دوسرے صیغے سے بھی مروی ہے، جس میں ہے:

((كَانَ اِذَا كَبَّرَ نَشَرَ أَصَابِعَهُ)). (201)

''آپ ﷺ جب نماز کے لیئے تکبیرِ تحریمہ کہتے تو اپنی انگلیوں کو چوڑائی میں پھیلا کر رکھتے تھے''.

لیکن اس حدیث پر محدّثین کرام نے جرح وتنقید کی ہے. (202)

اب رہی یہ بات کہ رفع یدین کے وقت ہتھیلیوں کو کس طرف رکھنا چاہیئے ؟

اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ کی کوئی مرفوع وصریح حدیث تو ہماری نظر سے نہیں گزری، البتہ شیخ احمد عبدالرحمٰن البنّا نے بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی[ترتیب و شرح مسند احمد الشیبانی] میں ابو داؤد کے حوالے سے حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھانے کا پتہ دینے والی دونوں طرح کی احادیث پر بیک وقت عمل کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((حَتّٰی یُحَاذِيَ بِظَهْرِ كَفَّیْهِ الْمَنْكِبَیْنِ وَ بِأَطْرَافِ أَنَامِلِهِ الْأُذُنَیْنِ)).(203)

''یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کی پشتیں تو دونوں کندھوں کے برابر اور انگلیوں کے پوُرے کانوں کے برابر ہو جائیں''.

صحابی کی اس تفسیر سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ رفع یدین کے وقت دونوں ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا چاہیئے، تبھی جا کر تو ہاتھوں کی پشتیں کندھوں کے برابر آسکتی ہیں، اور الفقہ علیٰ المذاهب الاربعہ میں لکھا ہے کہ مالکی فقہاء کے نزدیک تو ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرنا چاہیئے، جبکہ حنفی و شافعی اور حنبلی فقہاء [جمہور علماء

196) حوالہ سابقہ .

197) فتح الباری ۲/۲۱۸ .

198) صحیح ابی داؤد حدیث ۶۸۵، صحیح الترمذی حدیث ۱۹۹، صحیح نسائی ۱/۱۹۲،

ِ امّت] کے نزدیک ہتھیلیوں کو قبلہ کے طرف کرنا چاہیئے ۔(204)

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے مروی تفسیر اسی کیفیّت کی دلیل ہے ۔

اب یہاں ذرا اس شخص کے فعل پر پھر نظرِ ثانی کر لیں جو تکبیرِ تحریمہ کہتے اور رفع یدین کرتے وقت اپنے کانوں کو انگشت ہائے شہادت اور انگوٹھوں سے پکڑ لیتا ہے ، اس کی ہتھیلیاں نہ تو مالکی مسلک کے مطابق آسمان کی طرف رہتی ہیں، اور نہ دیگر تینوں مسالک کے فقہاء اور جمہور علماءِ امّت کے مسلک کے مطابق قبلہ کی طرف رہ سکتی ہیں ، بلکہ اس انداز سے تکبیرِ تحریمہ کہنے، اور رفع یدین کرنے سے اس کی ہتھیلیاں صرف اس کے اپنے ہی کانوں یا چہرے کی طرف ہوتی ہیں ، یا پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی (پاک و ہند کے حساب سے) جنوب کی طرف اور بائیں کی شمال کو ہوتی ہے ۔ جبکہ یہ اندازِ رفع یدین کسی سے بھی تو ثابت نہیں، لہٰذا تکبیرِ تحریمہ اور رفع یدین کا وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور جمہور کا اختیار ہے ۔

رفع یدین کی حکمتیں :

تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنے کی کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں :

علماء کی ایک جماعت نے پہلے طریقہ کے مطابق تکبیرِ تحریمہ اور رفع یدین کے بیک وقت کرنے کی حکمت یہ لکھی ہے کہ اس طرح جو کانوں سے بہرہ ہوگا، وہ رفع یدین ہوتی دیکھ لے گا، اور جو اندھا ہوگا وہ تکبیر کی آواز سن لے گا (یوں سب لوگ جماعت کی صورت میں بیک وقت نماز کا آغاز کر سکیں گے)۔

علماءِ احناف میں سے صاحبِ ھدایہ شیخ مرغینانی نے پہلے رفع یدین

ابنِ خذیمه ۲۳۴/۱،تعلیقات ابن خزیمه اور صفة الصلوٰۃ (ص:۴۳) میں اسے شیخ البانی

کرنے اور پھر تکبیر کہنے کی صورت کو صحیح تر قرار دیا ہے، اور اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :

رفع یدین یا ہاتھوں کو اٹھانا ہر غیر اللہ سے صفتِ کبریائی کی نفی کرنا ہے، اور تکبیر کہنا اللہ کیلئے کبریائی کی صفت کو ثابت کرنا ہے، اور نفی اثبات سے پہلے ہوگی، جیسے کہ کلمہ [لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ] میں پہلے ہر غیر اللہ سے الوہیّت کی نفی اور پھر صرف اللہ تعالیٰ کے لیئے اس کا اثبات ہے، تو گویا موصوف کے نزدیک رفع یدین کرنے کے عمل میں یہ حکمت پنہاں ہے کہ اس طرح نمازی ہر غیر اللہ سے صفتِ کبریائی کی عملی نفی اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیئے کبریائی کی صفت کا قولی اقرار اور زبانی اعتراف کرتا ہے ۔

رفع یدین کی حکمت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نمازی ہاتھوں کو اٹھا کر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں نے دنیا [اور متاعِ دنیا] سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور اسے چھوڑ دیا ہے، اور میں پوری یکسوئی اور پورے قلب وقالب کے ساتھ عبادتِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو گیا ہوں ۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رفع یدین میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میں نے اپنا آپ اپنے کو خالق و مالک کے سپرد کیا اور اپنی ہار مان لی ہے، اور یہ اس لیئے کہ اس کے قول یعنی [اَللّٰـهُ أَكْبَرُ] کہنے یا اللہ کی کبریائی کا زبانی اقرار کرنے کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھانے سے اپنی ہار کا عملی اعتراف بھی ہو جائے گا۔

یا پھر یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ بہت ہی عظیم الشان ہے.

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رفع یدین قیام کے لئے مکمل استعداد و تیاری کے اظہار کی طرف اشارہ ہے.

یا پھر عبد اور معبود یعنی اللہ اور بندے کے مابین [مناجات کے آغاز کے لئے] حجاب اٹھانے کی طرف اشارہ ہے.

نے صحیح قرار دیا ہے، الفتح الربانی ۱۶۶/۳، المنتقیٰ ۱۷۹/۲.

اس کی یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ یوں انسان اپنے پورے جسم کے ساتھ استقبال کرتا ہے.

امام قرطبی نے اسے ہی سب سے زیادہ مناسب حکمت قرار دیا ہے لیکن ان پر مؤخذہ کیا گیا ہے.

ربیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے پوچھا :

(مَا مَعْنیٰ رَفْعِ الْیَدَیْنِ؟) ''رفع یدین کا کیا مطلب ہے؟''.

توانھوں نے فرمایا :

(تَعْظِیْمُ اللّٰہِ وَاتِّبَاعُ سُنَّۃِ نَبِیِّہٖ).

''اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار اور اس کے نبی ﷺ کی سنّت کی اتّباع واطاعت''.

علاّمہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا :

((رَفْعُ الْیَدَیْنِ مِنْ زِیْنَۃِ الصَّلٰوۃِ)).

''رفع یدین نماز کی زینت ہے''.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے :

((بِکُلِّ رَفْعٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ بِکُلِّ اِصْبَعٍ حَسَنَۃٌ)).

''ایک مرتبہ رفع یدین کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اور ہر انگلی کے عوض ایک نیکی ہے''۔[اور دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں ہوتی ہیں.].

بظاہر تو یہ ایک صحابی کا اثر ہے، لیکن درحقیقت یہ نبی اکرم ﷺ کی مرفوع حدیث ہے، کیونکہ یہ بات ایسی ہے کہ جس میں اجتہاد کو کوئی دخل حاصل نہیں.(205)

یہ گیارہ حکمتیں ہوئیں جو حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کی

199)نیل الاوطار ۱/۲/۱۷۷ .

ہیں .(206)

ان میں سے اکثر امام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھی ہیں اور ان کی اکثریت کو محلِّ نظر کہا ہے.(207)

امام شوکانیؒ نے ان حکمتوں میں سے اکثر کو نیل الاوطار میں نقل کیا ہے اور مزید یہ بھی لکھا ہے کہ:

یہ رفع یدین نماز میں داخل ہونے کی علامت ہے اور یہ شرح نووی میں بھی مذکور ہے.(208)

لیکن یہ حکمت صرف تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہی خاص ہے، اور لکھا ہے کہ اس کی حکمتوں کے بارے میں کئی دیگر اقوال بھی ہیں، اور پھر امام نوویؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان حکمتوں میں سے اکثر محلِّ نظر ہیں.(209)

ہر چند کہ ان میں سے اکثر حکمتیں محلِّ نظر ہیں، تاہم کچھ تو معقول وماثور ہیں، اور وہ بھی ان بارہ ہی میں شامل ہیں، اسی لیئے ہم نے سبھی ذکر کردی ہیں۔ ویسے بھی یہ محض حکمتیں ہی تو ہیں، احکام تو نہیں۔وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ ، الخبر

و داعیہ متعاون ، مراکز دعوت و ارشاد

الدمام ، الخبر ، الظہران

(سعودی عرب)

200) دیکھیئے: ابن خذیمہ و صفۃ الصلوٰۃ .

201)ضعیف ترمذی حدیث:۳۸(ص:۲۷)،ترمذی مع التحفہ ۲/۴۲-۴۳،نیل الاوطار ۱/۲/۱۷۶.

202)دیکھیئے:نیل الاوطار و تحفۃ الاحوذی .

توحید پبلیکیشنز کا پیغام امت مسلمہ کے نام

☆مذہبی تعصب، مسلکی عناد اور فرقہ واریت قوم کیلئے زہر ہیں، اِن سے بالاتر ہو کر خالص قرآن کریم اور سنتِ صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دورِ حاضر کے علماء وفقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆دعوت وتبلیغِ دین میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال وحرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو تو نہ کمزور کر دیں۔

☆جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

☆اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو "**توحید پبلیکیشنز**" کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے اور اسکا تعاون کیجئے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرزِ فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزین پائیں گے۔

اِن شَآء اللہ

Raf-ul-Yadain

Masail O Ahkaam ; Dalayil O Tahqeeq

URDU 20



Published By

توحید پبلیکیشنز

Tawheed Publications

#43,S.R.K.Garden,Bangalore-41

Email: tawheed_pbs@hotmail.com